اوضح واضحات

ایک مختصر مگر جامع و مانع، مدلل و مبرہن تحقیقی
رسالہ جس میں جناب شیخ الاوحد
احمد بن زین الدین الاحسائی اعلی اللہ مقامہ
پر ابوالفضل برقعی کے اٹھائے ہوئے
جملہ اعتراضات وایرادات خس و
خاشاک کی طرح بہتے نظر آتے ہیں،

تالیف

حجۃ الاسلام والمسلمین
آقای الحاج میرزا عبدالرسول احقاقی مدظلہ

ترجمہ از

مولانا ضیاء حسین ضیاء
خلف الرشید فاتح المقصرین حضرت مبلغ اعظم اعلی اللہ مقامہ

ناشر:

مکتبہ افکارِ مبلغِ اعظمؒ درسِ آلِ محمدؐ سرگودھا روڈ فیصل آباد پاکستان
فون نمبر ۲۶۵۴۱

FAZAL

توضیح واضحات

ابوالفضل برقعی کی جانب سے جناب شیخ الاوحد
شیخ احمد احسائی اعلی اللہ مقامہ پر کئے گئے اعتراضات
کے مسکت جوابات

تالیف

حجۃ الاسلام والمسلمین آقای الحاج
میرزا عبدالرسول احقاقی ادام اللہ ظلہ العالی

ترجمہ از

مولانا ضیاء حسین ضیاء خلف الرشید حضرت مبلغ اعظم مرحوم

(ناشر)
مکتبہ افکار مبلغ اعظم "درس آل محمد" سرگودہا روڈ فیصل آباد
فون ۲۶۵۴۱

اِنتساب

المرجع المعظّم

آیۃ اللہ العظمیٰ سماحۃ العلّامۃ الحاج

میرزا حسن الحائری الاحقاقی

مجتہد العصر کی پُروقار اور عظیم شخصیّت کے نام

(مولانا) ضیاء حسین ضیاءؔ

الأوحد

موقع الأوحد

Awhad.com

عرضِ مترجم

ابتدائے آفرینش سے حق و باطل ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہیں اور تا روزِ جزا یہ معرکۂ خیر و شر جاری رہے گا۔ مگر صاحبانِ دانش و بینش اور احبابِ بصیرت پر مستور نہیں کہ حق وقتی و عارضی مصالح کی بناء پر خاموش ضرور ہو جاتا ہے مگر مغلوب کبھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ مغلوب ہونا حق کا نہیں باطل کا خاصہ ہے اور فیصلہ ایزدی بھی یہی ہے؛ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوقًا ———

جنابِ شیخ الاوحد شیخ احمد احسائی اعلی اللہ مقامہ و نور اللہ مرقدہ ایک حق پرور فاضل اجل اور عظیم المرتبت شیعہ عالمِ دین گزرے ہیں جنہوں نے اپنی تمام زندگی آلِ محمدؐ کے فضائل ظاہری و باطنی کی ترویج و تحریر اور فروغ و شیوع میں تمام کی اور جناب شیخ کی تین سو تیرہ تالیفات، مصنفات اس امر کی مؤید و مصدق ہیں ——— مگر گردشِ دوراں، حلقۂ باطل اور کشتِ خبث و کینہ کے خوشہ چینوں نے جناب شیخ الاوحد کی فقید المثال شخصیت بے نظیر علم و فن اور عظیم خدمات کو مجروح کرنے کی جس انداز میں سعیٔ غیر مشکور کی وہ تاریخ کا ایک المناک باب ہے۔ اور جناب شیخ مرحوم کے افکار و نظریات کو جس طرح غلط رنگ دینے کوشش کی گئی ہے وہ باطل کی طاغوتی طاقتوں کا ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا ——— بانیٔ وہابیت عبدالوہاب نجدی کے چیلے خالصی نے مذہب شیعہ کی اعتقادی وحدت میں جو تشتت و افتراق پھیلایا ہے اور وہابیت کے جراثیموں کو شیعیت میں داخل کیا آلِ محمدؐ کے فضائل ظاہری و باطنی کی تقصیر اور حقِ آلِ محمدؐ میں تنقیص کی وہ مذہب شیعہ کا ایک مستقل روگ اور دائمی اضطراب بن گیا ہے۔ ستم یہ ہے کہ وہابیت نواز مُلّاں امدادِ غیر سے عرصۂ پندرہ سال سے ہمارے ملک پاکستان میں بھی مذہب شیعہ میں وہابیت کے عقائد کو پھیلانے کا مذموم فریضہ سرانجام دے رہے ہیں ———

مقصرین کی ریشہ دوانیوں اور اعمالِ فاسدہ کے خلاف اور فتنۂ تقصیر کے انسداد میں

وکیلِ آلِ محمدؐ فاتح المقصرین حضرت مبلغِ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل اعلی اللہ مقامہٗ نے جس انداز میں مذہب شیعہ کی خدمت کی وہ صرف مرحوم ہی کا حق تھا۔

پاکستان میں جناب مبلغِ اعظم نے شیخ الاوحدؒ کی شخصیت ان کی خدمات اور ان کے فضل و فضائل کو خالصی کے مقابلہ میں پیش کیا تو ہر طرف سے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے ——— اور باطل نے مرحوم مبلغِ اعظم مرحوم کے خلاف کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ مبلغِ اعظم نے تحریراً و تقریراً بارہا فرمایا تھا کہ پاکستان میں شیخ کے نام کی ضرورت اس لئے پڑی ہے کہ اب مقصر ملاں شیعیت میں خالصی ازم لانا چاہتے ہیں جو کہ عقائد فاسدہ اور افکار کاسد پر مبنی ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ خالصی ملاں عبدالوہاب نجدی کا خاص چیلا اور مرید ہے جو کہ بانیٔ وہابیت ہے ——— اور تاریخ شاہد ہے کہ نجدیوں اور احسائیوں کے مابین بڑا پرانا معرکہ ہے جو کہ شیخ الاوحد کا مولد و منبع ہیں ——— اس لئے خالصی کے نظریات و عقائد کی ترویج کے ترک ہونے کی صورت میں شیخ کی نام کی احتیاج از خود باقی نہ رہے گی ——— مگر مقصرین اور پیروکارانِ خالصی جناب شیخ الاوحد کی شخصیت کو از روئے کینہ پروری کے متہم کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور عوام کالانعام کے رو برو شیخ مرحوم کی کتب سے قطع و برید کر کے جناب شیخ سے غلط سلط اعتقادات منسوب کر رہے ہیں اور غیر مناسب لغو اعتراضات کو جناب شیخ پر وارد کر رہے ہیں طرح طرح کی موشگافیاں پیدا کر رہے ہیں۔ شیخ کو بدنام کرنے کی مذموم سازشیں کر رہے ہیں۔ مگر تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ باطل کے مہیب اندھیرے کبھی بھی حق کی ضیا پاشیوں کو مسدود نہیں کر سکے ———

ابوالفضل برقعی نے جناب شیخ الاوحد پر بیشمار اعتراضات وارد کئے ہیں اور شیخ کی شخصیت اور ان کے عقائد و نظریات کو مبہم و متہم کرنے کی سعئ لاحاصل کی ——— مگر المرجع المعظم آیۃ اللہ العظمیٰ سماحۃ العلامہ الحاج میرزا حسن الحائری الاحقاقی مدظلہ کے فرزند رشید حجۃ الاسلام والمسلمین الحاج علامہ میرزا عبدالرسول احقاقی مدظلہ نے اپنے رسالہ "توضیحات و اضحات" میں ان کے جس قدر عمدہ اور مبرہن و مدلل تحقیقی جوابات دیئے وہ اپنی مثال آپ ہیں اور جس طرح موصوف نے دفاعِ حق کیا ہے وہ انہی کا خاصہ ہے۔ اس مختصر مگر جامع و مانع رسالہ کی افادیت و جامعیت اور فی زمانہ اس کی ناگزیر احتیاج کے پیشِ نظر میں نے اسے فارسی سے اردو میں منتقل کر دیا ہے ——— میرا مقصود انتفاع مادی نہیں بلکہ

رفعِ نزاع کی آرزو ہے تاکہ ملتِ شیعہ میں اعتقادی و نظریاتی وحدت اور یگانگت پیدا ہو سکے۔

———— اور غرض ترجمہ فقط اتنی ہے کہ مذہبِ شیعہ کے ایک فقید المثال فاضل اجل عالمِ دین شیخ احمد احسائی اعلی اللہ مقامہ کے متعلق جو شبہات و اشکالات اور اعتراضات وایرادات کی فضا پائی جا رہی ہے اس کا تکدر دور ہو جائے اور ایک خوشگوار اور طمانیت خیز ماحول پیدا ہو سکے اور جناب شیخ پر کئے گئے اعتراضات بے سند و بے دلیل ثابت ہو جائیں۔ ظلمتِ باطل کا فور ہو جائے۔ ہر طرف حقائق کے انوار کی تابانیاں ہوں۔ ایک اُجلا اُجلا نور ہو کہ جس کی روشنی میں ہم کسی حق پرور محبتِ اہل بیتؑ اور عالمِ دین پر محض حسد و بغض کی آگ میں جلتے ہوئے اور اندھے مقلد بن کر انگشت نمائی نہ کر سکیں۔ کسی مؤمن مخلص موالی اور پنجتنی پر تہمتِ کفر نہ دھر سکیں اور کسی مومن کو (نعوذ باللہ) دریدہ ذہنی اور پراگندہ ذہنی سے کافر کہہ کر اپنی دولتِ ایمان کو ضائع نہ کر سکیں۔ کیونکہ فرمانِ امیر المومنینؑ ہے:-

من قال لاخیہ یا کافر احد ھما۔

کہ جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو مکفِّر اور مکفَّر دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہے۔

وما ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ

(مولانا) ضیاء حسین ضیاء

خلف الرشید حضرت مبلغ اعظم مرحوم

درس آلِ محمدؐ سرگودہا روڈ فیصل آباد

یکم اگست ۱۹۸۰ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جناب شیخ الاوحد پر برقعی اعلی اللہ مقامہٗ کے اعتراضات

اور

ان کے مسکت جوابات

اعتراض .. شیخ مرحوم کے نزدیک خدا سے ایک سے بیشتر کوئی چیز صادر نہیں ہوتی۔

جواب اس کا مطلب یہ ہوا کہ آقای برقعی اس مسلّمہ علمی قانون کو نہیں مانتا۔ جس کی بنیاد اور اصل قرآن مجید اور فرقانِ حمید سے ماخوذ شدہ ہے۔ اگر راہِ منیفات پر قدم فرسائی کرنے کی بجائے وہ قرآن حکیم میں تدبّر کرتا، اس کا مطالعہ کرتا اور علماء و حکماءِ اسلام کی کتب پر نظر دوڑاتا تو اس کے ذہن پر حقیقت آشکار ہوتی کہ اس مسلّمہ قانون کا منکر درحقیقت منکرِ توحید ہے۔ بندۂ حقیر اس باب میں چونکہ اجمال و اختصار کو ملحوظ رکھے ہوئے ہے۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ بزرگانِ دین کی ان تالیفات منیفات کو بطورِ دلیل پیش کروں جو کہ اس موضوع کے اثبات میں تحریر کی گئی ہیں۔ یہاں میں فقط قرآنِ حکیم کی ایک آیہ کریمہ اور ایک نہایت بلند پایہ مجتہد عالم کے قول کو نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

مرحوم شیخ محمد حسین کاشف الغطاء نابغہٗ معاصر اسلام اپنی کتاب باصواب "الفردوس الاعلیٰ" چاپ جدید ص۳۷ پر اس سوال کے ضمن میں کہ "لا یصدر من الواحد الّا الواحد" (یعنی صادر نہیں ہوتی خدائے تعالیٰ سے مگر ایک چیز) یوں تحریر فرماتے ہیں کہ "خداوندِ عالم کی توحید حقیقی جو کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی وحدانیّت ذات ہے، اس وحدہٗ لاشریک کا کوئی ہمسر و مقابل نہیں ہے۔ اس ذات کے واجب الوجود ہونے کا پتہ بھی اس قاعدہ اور قانون کے بغیر سمجھ میں نہیں آسکتا ..... الخ

ہر وہ شخص جو اسلام کا دعویدار ہو خداوندِ عالم کی توحیدِ ذات، توحیدِ صفات اور توحیدِ افعال

کا قائل ہو اس پر لازم اور واجب ہے کہ وہ اس عقیدہ کو حرزِ جاں رکھے کہ خدائے واحد نے فقط ایک امر اور فرمانِ "کُن" (یعنی ہو جا) کے ساتھ تمام عالمِ خلقت اور موجودات کو کتمِ عدم سے نکال کر منصۂ شہود پر جلوہ افروز کیا ——— اگر آقائی برقعی کی طرح ہم بھی ہر کارِ جزئی کے لئے خدا کے ایک علیحدہ وجداگانہ فعل کے قائل ہو جائیں تو اس سے ذات وحدہٗ لاشریک کو بسبب افعالِ مختلفہ متغیر و دگرگوں ماننا پڑ جائے گا اور جبکہ تغیر اور دگرگونی صفتِ مخلوق ہے نہ کہ صفتِ خدا۔ اور خدائے تعالیٰ کے ساتھ صفتِ تغیر کو منسوب کرنا کفر ہے۔

خداوندِ عالم قرآنِ حکیم میں ارشاد فرماتا ہے:۔

انا کل شیٔ خلقناہ بقدر وما امرنا الا واحدۃ کلمح البصر (سورۂ قمر)

یعنی ہم نے جو بھی خلق کیا وہ ایک اندازہ کے ساتھ، اور عالم میں ہمارا فرمان ایک ہی ہے۔ اور تیزی اور سرعت میں چشم زدن کی طرح انجام پذیر ہو جاتا ہے۔

پس ان آیاتِ کریمہ کی صراحت کی بناء پر خداوندِ عالم نے تمام موجودات و مخلوقات کو ایک فرمانِ واحد و سریع کے ساتھ تخلیق کیا ہے۔

ہمہ عالم صدائے نغمۂ اوست
کہ شنید ایں چنیں صدائے دراز

اس بناء پر جناب شیخ الاوحد شیخ احمد احسائی اعلی اللہ مقامہٗ کا قول قرآن کریم کی آیت کے موافق اور عقیدہ علماء اسلام کے مطابق ہے۔ اور حقیقتاً جو اس عقیدہ کا منکر ہے اسے قرآن حکیم سے کچھ آگاہی اور معرفت نہیں اور بزرگانِ دین کی کُتب کا اسے کچھ مطالعہ نہیں ——— اور وہ اپنی جہالت کی آڑ میں ایک مسلمہ بنیادی قاعدہ و قانون کی نفی کر رہا ہے۔

کپڑے کا ایک کارخانہ جو کہ خالصتاً ایک بشری اور انسانی اختراع ہے ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ فقط ایک مرکزی حرکت کے باعث اس کارخانہ کی تمام مشینیں، پنکھے اور کل پرزے دفعتاً حرکت میں آ جاتے ہیں۔ وہ کارخانہ خود بخود ایک طرف روئی صاف کرنا شروع کر دیتا ہے، ایک طرف سوت کاتنا شروع کر دیتا ہے، ایک جگہ پارچات بننا شروع ہو جاتے ہیں اور دوسری طرف خود بخود لپٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔ آخر الامر صدہا مختلف اعمال و افعال اس کارخانہ میں نصب شدہ ایک انجن کی مرکزی حرکت سے خود بخود انجام پذیر ہو جاتے ہیں۔ آیا آقائی برقعی عالمِ خلقت کے اس عظیم کارخانہ کو ایک بشری اختراع سے بھی کمتر سمجھتا ہے؟

اعتراض شیخ مرحوم کے نزدیک حیات، رزق اور تدبیر سب آلِ محمدؐ کی طرف سے ہے:-

جواب جناب شیخ الاوحد کا اعتقاد یہ ہے کہ حیات رزق اور تدبیر یہ سب کام خدا کی طرف سے ہیں۔ مگر خدائے ایزد تعالیٰ نے مخلوقات تک اپنے فیوضات پہنچانے کے لئے کچھ وسائل اور اسباب قرار دے رکھے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالےٰ نے خورشید کو نور اور حرارت کا وسیلہ، ہوا کو وسیلۂ زندگی اسرافیلؑ کو مؤکّل حیات، میکائیلؑ کو مسئولِ رزق، جبرئیلؑ کو امینِ وحی اور عزرائیلؑ کو قبضِ روح کے لئے مامور فرمایا ہوا ہے۔ خداوند کریم قرآن مجید میں انہیں وسیلوں اور مؤکلین کی قسم کھاتا ہے۔

فالمدبّراتِ امراً (النازعات) یعنی قسم ہے ان فرشتوں کی جو فرمانِ حق کے ساتھ عالمِ خلقت کی تدبیر اور نظامت میں کوشاں ہیں۔ اور اسی طرح خدائے تعالیٰ سورہ الذّاریات میں ارشاد فرماتا ہے:-

فالمقسّماتِ امراً۔ یعنی قسم ہے ان فرشتوں کی جو اہلِ جہان کے امور کی تقسیم کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ ان آیاتِ بیّنات سے واضح طور پر مترشح ہے کہ خداوندِ عالم نے حیات و تدبیر و رزق کے لئے اپنے ملائکہ میں سے بعض کو مؤکلین مقرر دیا ہوا ہے اور حتیٰ کہ موجودات میں سے بعض مادی وسائل بھی قرار دیئے ہوئے ہیں ——— اور محمدؐ و آلِ محمدؐ اشرفِ کائنات، افضلِ مخلوقات اور خالق و مخلوق کے درمیان وسیلۂ اعظم اور واسطۂ اکبر ہیں ——— زیارتِ جامعہ کبیرہ میں در بابِ آلِ محمدؐ کیا تو یہ نہیں پڑھتا۔

<u>بکم فتح اللہ وبکم یختم وبکم ینزّل الغیث وبکم یمسک السّماء ان تقع علی الارض.......... الخ</u>

یعنی اے محمدؐ و آلِ محمدؐ، خداوند تعالےٰ نے تمہارے ہی وسیلہ اور واسطہ سے ازل سے اپنے فیوضات و رحمات و خیرات کو موجودات پر کھول رکھا ہے اور تمہارے ہی وسیلہ سے ختم بھی کرے گا اور تمہارے ہی واسطہ سے آسمانوں کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے۔

اس ضمن میں صدہا اخبار و احادیث کتب شیعہ میں موجود ہیں جن کو اس مختصر رسالہ میں درج

کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ جناب شیخ نے اپنے اس قول میں قرآن کریم اور آئمہ طاہرینؑ کی اخبار و احادیث سے استنباط کیا ہے۔ اور مرحوم شیخ کے قول کا منکر درحقیقت قرآن اور فرامین آئمہ طاہرینؑ کا کھلم کھلا منکر ہے۔

اعتراض: کائنات کی علتِ فاعلی آلِ محمدؐ ہیں۔

جواب: شیخ احمد احسائی کے نزدیک ارادۂ خدا ہی کائنات کی علتِ فاعلی ہے اور تمام شیعیانِ حیدرِ کرار معتقد ہیں اور احادیث صحیحہ اور نصوص صریحہ کے مطابق آلِ محمدؐ کے پاک قلوب خدا کے ارادہ اور مشیت کا محل ہیں۔ کتاب " غیبت " میں امام حسن عسکری علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا:-

قلوبنا اوعیۃ لمشیئۃ اللہ فاذا شاء شئنا ء

یعنی ہم آلِ محمدؐ کے دل مشیتِ ایزدی کا ظرف ہیں اور ہو بہو یہی روایت " خرائج قطب راوندیؒ" میں امام قائمؑ ارواحنا فداہ سے بھی نقل ہوتی ہے۔ جناب شیخ الاوحد کا منشاء و مقصود بھی یہی ہے کہ مشیت محمدؐ و آلِ محمدؐ مشیتِ ایزدی کے تابع ہے اور ان کے ارادہ اور مشیت میں مطلق ذاتی استقلال نہیں ہے۔

اعتراض: موجودات میں علمِ خدا حادث ہے۔

(اس اعتراض کے ذیل میں آقائی برقعی اپنا عقیدہ یوں تحریر کرتا ہے کہ:-
"علم او عین ذات و قدیم است"۔ یعنی علمِ خدا عین ذات اور قدیم ہے)۔

جواب: معلوم ہوتا ہے کہ آقائی برقعی کے نزدیک خدا فقط ایک ہی علم کا مالک ہے۔ مگر اس کا یہ عقیدہ غلط ہے۔ اور اس اعتقاد کی مخالفت قرآن کریم اور فرامین آئمہ طاہرینؑ سے سے ثابت ہے۔ کتاب عیون اخبار الرضا " ص ۱۸۲ " چاپ قم میں جناب رضا علیہ السلام، امیرالمومنینؑ سے علمِ خدا کے بارے میں ایک فرمان کو بیان فرماتے ہیں۔ اس کے نفس مضمون کا ترجمہ ذیل میں رقم ہے:-

" خدا کے لئے دو علم ہیں، پس ایک علم تو خدا، ملائکہ اور انبیاء کا ہے یعنی ۔۔۔ ایزد تعالٰی نے اس علم کو اپنے فرشتوں اور انبیاء کو بھی سکھلایا ہے اور وہ علم ۔۔۔ تو خدا نے

انبیاء اور ملائکہ کو بھی سکھلایا ہے وہ "شدنی" ہے۔ اور خدا اپنے انبیاء اور فرشتوں کی تکذیب نہیں فرماتا اور خدا کا دوسرا علم "علمی" ہے جو کہ فقط خدا کے پاس مخزون ہے اور کسی کو اس کی اطلاع اور آگاہی نہیں ہے اور بداء بھی اسی علم سے ہے۔ اور وہ علم جو کہ انبیاء اور ملائکہ کو بھی سکھلایا گیا۔ اس علم کو ہم جانتے ہیں اور اس بارے میں سینکڑوں روایات و احادیث آلِ محمدؐ سے منقول ہوئی ہیں۔ اور ہم صرف اختصار کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ان سے قطع نظر کر رہے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشادِ ربّانی ہے۔

ولا یحیطون بشیءٍ من علمہٖ الّا بما شاء ۔ یعنی مخلوق خدا کے کسی علم کا احاطہ نہیں کر سکتی مگر وہ کہ جس کو خدا چاہے۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ علمِ الٰہی کی ایک قسم مخلوق کے قابلِ احاطہ ہے اور اگر ہم یہ کہیں کہ علمِ خدا فقط ایسی قسم پر مشتمل ہے اور عین ذات ہے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ خدا کی ذات مخلوق کے لئے قابلِ احاطہ قرار پائے، اور یہ عقیدہ خالصتاً مبنی بہ کفر ہے پس ثابت ہوا کہ خداوندِ عالم علمِ حادث کو بھی اپنے سے نسبت دیتا ہے اور اللہ کے علمِ حادث کا اعتقاد قرآن کریم سے ماخوذ ہے اور معصومینؑ کی احادیث و فرامین اس کی تصدیق و تائید میں موجود ہیں۔

اعتراض شیخ کے عقیدہ کے مطابق خلقِ خدا اس کی صفت ہے۔

جواب تمام جہانِ ہستی خدا کی صفتِ فعل ہے۔ جس طرح کہ ہر صنعت صانع کی صفتِ فعل ہے کھڑکی فعلِ نجّار (بڑھئی) کی اور عمارت فعلِ معمار کی توصیف کرتی ہے اور زمین و آسمان اور کون و مکاں بھی خدا کے فعلِ کامل کی توصیف کرتے ہیں جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے:۔

سنریھم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسھم حتّیٰ یتبیّن لھم انّہ الحق (فصّلت آیت ۵۳)

یعنی ہم اپنی آیاتِ قدرت اور اپنی حکمت کو آفاقِ جہان اور نفوسِ بندگان میں روشن و آشکار کرتے ہیں تاکہ مخلوق آفاق و انفس میں تدبّر و تفکّر کرے اور خدا شناسی کی دلیل پائے۔ پس تمام عالمِ آفاق و انفس صفتِ فعل یا خدا کی قدرت و حکمت کا نمائندہ ہے اور اس کا منکر منکرِ قرآن ہے۔

اعتراض شیخ مرحوم کا عقیدہ ہے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ خدائے ایزد تعال کی

بلاواسطہ مخلوق ہیں ، جبکہ تمام کائنات اسکی بالواسطہ مخلوق ہے۔

جواب معلوم ہوتا ہے کہ برقعی کے عقیدہ کے مطابق خداوند عالم نے اہل جہان کی تخلیق میں بالذات مباشرت کی ہے — ہم نے دوسرے اعتراض کے جواب میں قرآن حکیم کی آیاتِ صریحہ اور آئمہ اطہارؑ کی احادیثِ صحیحہ کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ خدائے ذوالجلال، خالقِ کون ومکان نے ہر امر کی ایجاد میں ایک علت اور سبب قرار دیا ہے اور تخلیقِ کائنات میں بالذات مباشر نہیں ہوا ہے بلکہ یہ عام علت و معلول کا عالم ہے اور امورِ حوادث میں ذاتِ حق کی مباشرت کا اعتقاد مخالفتِ قرآن اور مخالفتِ بدیہیات و واضحات ہے۔

اعتراض عقیدۂ شیخ کے مطابق محمدؐ و آلِ محمدؐ اور رکنِ رابع ایک ہی چیز ہیں۔

جواب جناب شیخ الاوحد شیخ احمد احسائی اعلی اللہ مقامہ کی تمام تالیفات و تصنیفات اس بے بنیاد نسبت سے مبرّا و منزّہ ہیں ، اور اگر جناب برقعی صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ اپنے قول میں صادق ہیں تو بہتر تو یہ تھا کہ جناب اس کتاب کی بھی نشاندہی کرتے جس میں جناب شیخ مرحوم نے اس عقیدہ کو تحریر کیا ہے۔

اعتراض جناب شیخ مرحوم کے نزدیک محمدؐ و آلِ محمدؐ متعدد ابدان میں ایک ہی جان (روح) ہیں۔

جواب عقیدۂ شیخ مرحوم کے مطابق اہل بیت اطہارؑ کا ہر فرد اپنی الگ اور جداگانہ شخصیت کا مالک ہے۔ لیکن از روئے ولایت و امامت کے سب کے سب ایک رتبہ کے مالک ہیں۔ یعنی ولایت و امامت اور نورانیت کا جو مقام جناب امیرالمومنین کے پاس ہے وہی مقام باقی آئمہ اطہار کو بھی حاصل ہے۔ علاوہ ازیں احادیثِ آئمہ طاہرینؑ سے ثابت ہے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی خلقت ایک نورِ واحد سے ہوئی ہے۔ علل الشرائع ص۵۶ پر جناب ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم نے فرمایا کہ میںؐ اور علیؑ نورِ واحد سے پیدا ہوئے ہیں

"و ان ارواحکم ونورکم و طینتکم واحدۃ"......... الخ

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی ارواح اور نور و طینت ایک ہے ——

میں نہیں کہہ سکتا کہ اس عقیدہ کے منکر کو احادیث و روایاتِ معصومینؑ سے کوئی لگاؤ اور تمسک ہو سکتا ہے۔

اعتراض انبیاء مختلف اشکال میں علیؑ ہی تھے۔

جواب علماء دین پر افتراء پردازی گناہِ کبیرہ ہے۔ جناب شیخ الاوحد کی طرف اس بے بنیاد نسبت کے ثبوت میں آخر بر قعی کے پاس دلیل کیا ہے؟

اعتراض معبود خدا نہیں بلکہ آلِ محمدؐ ہیں۔

جواب مفتری اور کذاب پر خدا کی لعنت اور اگر کوئی واقعی نادان اور جاہل ہے تو خدا اس کو ہدایت کرے۔

اعتراض شیخ مرحوم کے عقیدہ کے مطابق حساب و عقاب آلِ محمدؐ اور رکنِ رابع کے ساتھ ہوگا۔

جواب اعتراض دوم کے جواب میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ عقیدۂ شیخ کے مطابق تمام امورِ جہان تابع امرِ خدا ہیں۔ خداوندِ عالم نے امورِ کائنات کے اجراء میں وسائل و اسباب معین فرمائے اور آئمہ طاہرینؑ کو تمام امورِ ہستی میں وسیلۂ اعظم قرار دیا۔ خداوندِ عالم اپنی پاک کتاب میں ان وسائل کی خصوصیت میں ارشاد فرماتا ہے:۔

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ (مائدہ۔ آیت ۳۵)

ترجمہ:۔ اے اہلِ ایمان خدا سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو

تفسیر صافی میں قمی اس آیت کے ذیل میں نقل کرتا ہے۔

تقربوا الیہ بالامام۔ یعنی امام سے تقرّبِ خداوندی ڈھونڈو!

کتابِ عیون میں ختمی المرتبتؐ سے مروی ہے:۔

"الآئمۃ من ولد الحسینؑ من اطاعھم فقد اطاع اللہ و من عصاھم فقد عصی اللہ ھم العروۃ الوثقیٰ والوسیلۃ الی اللہ ——!

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا آئمہ اطہار اولادِ حسینؑ سے ہیں جس نے

ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی ہے اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے گویا ربّ ذوالجلال کی نافرمانی کی ہے۔ وہ آئمہ اطہارؑ عروۃ الوثقٰی یعنی پختہ رسّی اور خدا سے ملنے کا وسیلہ ہیں۔

ے

واذا الرجال توسلو بوسیلۃ
فوسیلتی حبّی لآل محمّدؐ
اللّٰہ طہّرھم بفضل نبیّہٖ
وابان شیعتھم بطیب المولد

ترجمہ:- جب لوگ وسیلے سے تقرب حاصل کریں گے
تو میرا ذریعۂ تقرّب حُبّ آلِ محمّدؐ ہوگا
اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے فضل سے ان کو پاک کیا
اور ان کے شیعوں کو پاکیزہ پیدائش سے ممتاز کیا

پس جب خداوندِلایزال نے محمّدؐ و آلِ محمّدؐ کا وسیلۂ اعظم قرار دیا ہُوا ہے۔ تو یومِ نشور بندگانِ الٰہی کا حساب و عقاب بھی اِنہیں ہستیوں کے واسطہ سے کرے گا۔ یعنی حساب و عقاب تو امرِ خدا اور فرمانِ ایزدی کے ساتھ ہے لیکن اس امر کا وسیلہ محمّدؐ و آلِ محمّدؐ ہیں۔

اگر ہم یہ کہنا شروع کر دیں کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے استقلالِ ذاتی سے ہاتھ اُٹھا لیا ہے اور امورِ محشر کو اپنی مداخلت و شرکت کے بغیر ان ہستیوں کے سپرد کر دیا ہے تو اس سے ہم تفویض کے قائل ہو جائیں گے اور یہ کفر ہے ——— اور اگر ہم یہ اعتقاد حرزِ جاں بنالیں کہ خدائے قدوس خود بالذات عرصۂ محشر میں لوگوں کے درمیان حاضر ہو کر ان کو جزاء و سزا سے ہمکنار کرے گا تو یہ قول بھی کفر اور الحاد پر مبنی ہوگا ——— سچّی بات اور قولِ حق یہ ہے کہ حسابِ خلق تو خدا ہی کرے گا مگر محمّدؐ و آلِ محمّدؐ کے توسّط و توسّل سے، کیونکہ خداوندِ عالم نے خود کچھ واسطے اور وسیلے مقرّر کر رکھے ہیں اور ان تمام واسطوں اور وسیلوں سے بڑا وسیلہ اور واسطہ محمّدؐ و آلِ محمّدؐ ہیں اور اس باب میں معتبر کتبِ شیعہ بھری پڑی ہیں۔

اور منجملہ ان میں سے ہم فقط شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کی علل الشرائع سے تین روایات نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:-

صـ۶۵ـ پر ایک طولانی حدیث کے ذیل میں جناب سرکارِ دو عالم نے امیر المؤمنین سے فرمایا

"یا علیؑ خدا تجھے سلام بھیجتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ میں نے تم کو امر بہشت اور امر جہنم عطا کر دیا۔ پس میری رحمت کے ساتھ جس کو چاہے داخلِ جنت کر دے اور میرے عفو کے ساتھ جس کو چاہے دوزخ سے نکال دے۔ اس وقت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا انا قسیم النار والجنۃ۔ یعنی میں جنت اور جہنم کو تقسیم کرنے والا ہوں ——— اور اسی کتاب کے ص۶۶ پر امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے مروی ہے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں "انا قسیم النار والجنۃ ......" یعنی میں جنت اور دوزخ کا مقسم ہوں ——— اور اسی کتاب کے اسی صفحہ پر صادقؑ آلِ محمدؐ سے روایت ہے۔ فرمایا روزِ قیامت ایک بہت بڑا منبر بنایا جائے گا اور تمام لوگ اسے بخوبی دیکھ سکیں گے۔ اس منبرِ عظیم پر ایک عظیم انسان جلوہ افروز ہوگا۔ اس کے دائیں اور بائیں ایک فرشتہ کھڑا ہوگا، جو دائیں طرف ہوگا وہ ندا کریگا "اے لوگو! یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں اور یہی بہشت کے مالک ہیں جس کو یہ چاہیں گے اس کو داخلِ بہشت کریں گے" اور بائیں طرف والا فرشتہ یوں منادی کرے گا "اے لوگو! یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ دوزخ کے مالک ہیں جس کو چاہیں گے یہ دوزخ میں جھونک دیں گے ———

پس معلوم ہوا کہ جناب شیخ نے جو کچھ فرمایا وہ قرآنِ حکیم اور فرامینِ معصومینؑ کے عین مطابق فرمایا اور قرآن و حدیث کے خلاف کچھ نہیں فرمایا۔ اس عقیدہ کا منکر قرآن اور حاملینِ قرآن کا منکر ہے ——— باقی رہی رکنِ رابع کی بات! تو سو جنابِ شیخ الاوحد کا اس سے کوئی تعلق نہیں ——— بلکہ یہ غلط اور لغو نسبت ہے۔ جناب شیخ اس سے مبرا ہیں ——— ۱

اعتراض . حسنات و سیئات کا حبِ آلِ محمدؐ اور رکنِ رابع کی موجودگی میں کوئی فائدہ اور نقصان نہیں ہے۔

جواب ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ اس رکن کی شیخ مرحوم کو کچھ خبر نہیں ہے۔ بہتر یہی ہے کہ برقعی صاحب اس کلمہ کی نسبت شیخ مرحوم کی طرف نہ دیں بلکہ اس کے کہنے والے کی طرف دے۔ ولا تزر وازرۃ وزر اخری۔ باقی رہی یہ بات کہ حسنات و سیئات کا حبِ آلِ محمدؐ کے ہوتے ہوئے کچھ فائدہ نہیں۔ آقائی برقعی نے اس مطلب کے اخذ کرنے میں سخت زیادتی کی ہے ——— تمام نیکیاں سود مند ہیں اور جملہ گناہ

اور برائیاں مضرت رساں ہیں ـــــــــــ مگر چونکہ آلِ محمدؐ سفینۂ نجاتِ اُمّت ہیں اور خداوندِ لایزال نے ان کو تقرب اور شفاعت کا وسیلہ قرار دیا ہوا ہے۔

اگر ایک آدمی آلِ محمدؐ کو دوست رکھتا ہے اور ان کے دشمنوں سے اظہارِ برأت کرتا ہو اور انہیں برگزیدہ ہستیوں کے دامن کا وسیلہ ڈھونڈتا ہو تو خداوندِ عالم اسی تولّی و تبرّا کے سبب جن کا شمار فروعِ دین میں ہے اور جن کا بہت اجر و ثواب ہے، اس آدمی کے بعض گناہوں پر عفو و اغماض کی قلم پھیر دیتا ہے ـــــــــــ

پس ان بزرگوں کے ایامِ شہادت میں یہ بڑی بڑی مجالسِ عزا، ان کے ایامِ ولادت میں اسقدر جشن و چراغاں کی مجالس و محافل یہ آخر کس لئے ہے؟

کیا اس لئے نہیں کہ لوگ چاہتے ہیں کہ ان ہستیوں کے دامن کو وسیلہ بنا کر اور درگاہِ ربوبیت میں ان کو اپنے لئے شفیع بنا کر طلبِ مغفرت کریں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔

ثانیاً کیا آقائی برقعی اس مشہور حدیث نبویؐ کا انکار کر سکتا ہے؟

حبّ علی حسنة لا یضرّ معها سیئة و بغض علی سیئة لا ینفع معها حسنة ۔ یعنی حبِ علیؑ ایک ایسی نیکی ہے جس کی موجودگی میں کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتا اور بغضِ علیؑ ایسا گناہ ہے جس کی موجودگی میں کوئی نیکی فائدہ نہیں پہنچا سکتی ـــــــــــ

اعتراض معراجِ سرکارِ دوعالم بدن ہورکلیا کے ساتھ ہوئی ہے:۔

جواب جناب شیخ مرحوم اس عقیدہ کے حامل تھے کہ ختمی المرتبتؐ سرکارِ دوعالم اس دنیاوی عنصری جسم شریف کے ساتھ معراج میں تشریف لے گئے تھے اور جناب شیخ مرحوم نے اپنی جملہ تصنیفات و تالیفات میں اپنے اس عقیدہ کو نہایت شرح و بسط سے بیان کیا ہے ـــــــــــ **جوامع الکلم** کی جلد اوّل میں ملّا کاظم سمنانی کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے ص۱۳۹ پر فرماتے ہیں "جناب سرکارِ دوعالمؐ نے اپنے اسی جسم شریف کے ساتھ معراج فرمائی تھی اور اس مقام تک چلے گئے جس کا خدا نے ارادہ فرمایا تھا۔ پس عالم میں کوئی ذرّہ بھی باقی نہ بچا مگر خدائے متعال نے اپنے حبیبؐ کو اس کی معرفت اور آگہی بخشی اور تمام اسرار و رموزِ کائنات سے واقف کیا اور جناب رسولِ اکرمؐ نے سفرِ معراج میں اپنے جسم، مثال

نفس اور عقلِ مبارک کے ساتھ مقام "اَو اَدنیٰ" تک صعود فرمایا ——— کتاب شرح عرشیہ میں منکرین حشر اجساد کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے جناب شیخ فرماتے ہیں "پیغمبرِ خدا نے اپنے جسم شریف، سامان عمامہ اور اپنی نعلین سمیت معراج فرمائی ہے اور کتاب شرح زیارۃ جامع میں بھی آنحضرتؐ کی معراجِ جسمانی کی تصریح و توضیح میں عبارات درج کی ہیں ——— اب محترم قارئین انصاف فرمائیں اور حقائق کو اپنی آنکھوں کیساتھ پڑھیں اور دیکھیں ——— !

اعتراض ہیئتِ بطلیموس صحیح ہے۔

جواب مرحوم شیخ احمد احسائی ہیئتِ بطلیموس پر اعتماد نہیں رکھتے اور اس کو باطل جانتے ہیں ——— آقائی برقعی کو الزام تراشی نہیں کرنی چاہیئے۔ اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو کوئی دلیل پیش کریں !

اعتراض ابدانِ ہورقلیا عرش سے زیادہ لطیف ہیں۔

جواب اس اعتراض کا مسکت جواب اٹھارہویں اعتراض کے جواب کے ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض معاد اصولِ دین میں سے نہیں ہے۔

جواب جناب شیخ الاوحد رسالہ "حیواۃ النفس" کی ابتدا میں رقمطراز ہیں:۔

وانّہ قد التمس منی بعض الاخوان الّذین تجب طاعتھم ان اکتب لھم رسالۃ فی بعض ما یجب علی المکلّفین من معرفۃ اصول الدین اعنی التوحید والعدل والنبوّۃ والامامۃ والمعاد...... الخ

یعنی بعض برادرانِ دین نے کہ جن کی اطاعت واجب ہے مجھ سے تقاضا کیا کہ میں ان کے لئے ایک رسالہ تحریر کروں جس میں مکلفین کے بعض واجبات اصولِ دین سے عبارت ہوں۔ یعنی توحید، عدل، نبوّت، امامت اور معاد سے...... بعدازاں اصولِ دین میں سے معاد کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

الباب الخامس فی الاصل الخامس وھو المعاد۔ یجب ان یعتقد المکلف وجود المعاد یعنی عود الارواح الی اجسادھم یوم القیامۃ۔

یعنی باب پنجم اصول دین کی پانچویں اصل کے بارے میں ہے اور معاد سے عبارت ہے۔ واجب ہے کہ شخص مکلف وجود معاد کا معتقد ہو یعنی قیامت کے دن روحوں کا بدنوں میں مکرر لوٹ جانا یعنی بازگشت۔ ——— ان روشن حقائق کی موجودگی میں کیا یہ صریح زیادتی نہیں کہ جناب شیخ کی طرف معاد کے اصول دین میں نہ ہونے کی نسبت دی جائے

اعتراض عقیدۂ شیخ مرحوم کے مطابق معاد بدن ہورقلیا کے ساتھ ہو گی۔

جواب مرحوم شیخ احمد احسائی معاد کو جسمانی جانتے ہیں اور اپنے اعتقادیہ حیوۃ النفس صفحہ ۳۲ چاپ تبریز پر فرماتے ہیں :۔

ھذا ھو المعاد ای عود الارواح الی اجسادھا کما ھی فی الدنیا ویجب الایمان بھذا ای بعود الارواح الی اجسادھا۔

یعنی معاد یہ ہے کہ روحوں کی بدنوں کی طرف بازگشت (قیامت کے دن) اسی طرح کہ جس طرح دنیا میں بدن تھے اور ارواح کی جسموں میں بازگشت اور دوبارہ مراجعت کا ایمان لانا واجبات میں سے ہے۔

مرحوم شیخ احمد احسائی نے اپنے تمام رسائل میں یہ تصریح کی ہے کہ معاد جسمانی ہے اور یہ کہ روز قیامت دنیاوی محسوس و ملموس ابدان محشور ہوں گے۔ مندرجہ بالا عبارت از روئے مثال ہم نے نقل کی ہے۔ لیکن آیاتِ قرآنیہ اور احادیث متواترہ اور علماء شیعہ کے عقیدہ کے مطابق لوگوں کے ابدان دنیاوی عوارضات و کثافات سے منزّہ، لطیف اور مصفّیٰ ہو کر عرصۂ محشر میں حاضر ہوں گے۔

قرآن حکیم کی سورۂ ق آیت ۴ میں رب العزّت ارشاد فرماتا ہے :۔

قد علمنا ما تنقص الارض منھم وعندنا کتاب حفیظ۔ یعنی ان کے جسموں سے زمین جس چیز کو (کھا کھا کر) کم کرتی ہے وہ ہم کو معلوم ہے اور ہمارے پاس تو تحریری یادداشت کتاب (لوح) محفوظ (موجود) ہے۔

اہل علم حضرات کی تحقیق کے مطابق قرآن حکیم کی صراحت و وضاحت یہ ہے کہ زمین لوگوں کے ابدان سے جو کچھ کھاتی ہے وہ کثافات دنیوی اور حشو و زوائد ہیں ——— مرحوم شیخ محمد حسین کاشف الغطاء نابغۂ معاصر اسلام صفحہ ۲۴۲ کتاب "الفردوس" نیز معاد کی طرف رجوع

کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

لا تستغرب ولا تعجب لو قلت لك انّ فی کلّ جسم حیّ مادی عنصری جسم آخر اثیری سیّال شفاف اخفّ والطف من الهواء وبرزخ بین الجسم المادّی الثقیل والرّوح المجرّد الخفیف و لعل هذا هو الجسم البرزخی الّذی یسئال فی القبر و یحاسب .... الخ

یعنی تعجب نہ کرو۔ اگر میں تمہیں کہوں کہ ہر زندہ مادی عنصری جسم میں ایک دوسرا اثیری جسم ہوتا ہے جو کہ سیال اور شفاف صورت ہوتا ہے، ہوا سے بھی زیادہ لطیف اور سبک ہوتا ہے اور یہ جسم جسم مادی و غلیظ اور روح مجرد و سبک کے درمیان ایک برزخ ہوتا ہے اور شاید یہی وہ برزخی جسم ہے کہ قبر میں حساب اور سوال و جواب کا مسئول بنتا ہے .... !

خواجہ نصیر الدین طوسیؒ مرحوم بھی کتاب تجرید میں فرماتے ہیں :-

لا یجب اعادة فواضل المکلّف ——— یعنی قیامت کے دن مکلف کے زیادہ جسم کا لوٹ جانا واجب نہیں ہے ———

مرحوم علامہ حلّی شرح تجرید میں فرماتے ہیں :-

انّ المکلّف هو اجزاء اصلیة هذا لبدن لا یتطرق الیها زیادة و نقصان وانّما نقصان فی الاجزاء المضاف الیها - اذا عرفت هذا فنقول : الواجب فی المعاد هو اعادة تلك الاجزاء الاصلیة - امّا الاجسام المتصلة بتلك الاجزاء فلا یجب اعادتها بعینها ———

یعنی مکلف ، وہ اس بدن کے اجزاء اصلیہ سے عبارت ہے - ان اجزاء اصلی میں کمی بیشی کوئی راہ پیدا نہیں کرتی اور کمی زیادتی اجزاء اضافی یعنی بدن کے عوارض و زوائد میں واقع ہوتی ہے - اگر تو اس مطلب کو سمجھ گیا ہے تو میں کہتا ہوں روزِ معاد بدن کے اجزاء اصلی یا روح (نفسِ جودہ) کے ساتھ بدن کے اجزاء اصلی کا لوٹ آنا واجب ہے ———

باقی رہی بات اجزاء زائد کی تو سوا اجزاء اصلی سے چسپاں ہیں ، ان کا لوٹ آنا واجب نہیں ہے اور اسی طریق سے تمام محققین علماء اثناء عشریہ محقق اردبیلی ، شارح ، تجرید ، مرحوم قوشجی ، امام رازی ، ملّاں مہدی فراقی ، علامہ دوانی ، علامہ مجلسی اور صاحب مصابیح الانوار مرحوم سید عبد اللہ وغیرہم اعلی اللہ مقامہم جیسوں نے اپنے رسائل و کتب میں

یہ تصریح فرمائی ہے کہ قیامت کے دن عوارض و زوائد بدن کی بازگشت واجب نہیں ہے ـــــ بلکہ کثافات اور عوارض سے آلودہ یہ جسم مصفّٰی و لطیف ہو کر عرصۂ محشر میں حاضر ہوگا ۔

حجتہ الاسلام فیّوتبریزی فرماتے ہیں :-

تو بہ این چرکینی و اندام زشت
سوئ دوزخ می خرامی یا بہشت
گر بدوزخ می روی روباک نیست
ورنہ جنّت جائے ہر ناپاک نیست

(ترجمہ)

تُو اس کثافت اور غلیظ جسم کے ساتھ
بہشت کی طرف جائے گا یا جہنّم کی جانب
اگر قصد دوزخ کا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں
کیونکہ جنّت پاکبازوں کی جگہ ہے ناپاکوں کی نہیں

بالآخر عوارضات و کثافاتِ دُنیوی سے تجزیہ جسم مسلّمات مذہب شیعہ جعفریہ میں سے ہے :-

تحقیق کلمہ ہورکلیا

کلمہ "ہورکلیا" ایک علمی اور اصطلاحی لفظ ہے جو کہ بعض جاہلوں اور کم علموں کی وحشت و سراسیمگی کا سبب بن گیا ہے ۔ اور ان بے خبروں اور جاہلوں کی ایک تعداد لوگوں کے اسی خوف و وحشت کی وجہ سے فائدہ اُٹھانا چاہتی ہے ۔ یہ گروہ کلمہ "ہورکلیا" کو پیش کر کے عوام کالانعام کو خوف و ہراس میں مبتلا کرتے ہیں اور حقائق کی دریافت سے ان کو باز رکھنے کی سعئ غیر مشکور کرتے ہیں ۔ ہم اس مختصر رسالہ میں اس کلمہ کے معانی کی تشریح و توضیح پیش کرتے ہیں تاکہ عوام پر یہ مسئلہ کھل جائے اور اس کا کوئی پہلو مخفی نہ رہے ـــــ اور گمراہ کنندگان کا خبثِ باطن ظاہر و باہر ہو جائے اور بلّی تھیلے سے باہر نکل آئے ۔

جناب شیخ احمد احسائی "جوامع الکلم" کی دوسری جلد کے ص۹۰ پر ملّا محمد حسین کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے کلمہ "ہورکلیا" یا جسم ہورکلیائی کے معانی یہ میں یوں تحریر فرماتے ہیں :-

" لفظ ھورکلیا " سریانی زبان کا لفظ ہے جو کہ عالم مثال اور عالم دیگر کے معانی میں مستعمل ہے اور وہ عالم اجسام اور عالم نفوس کے درمیان "برزخ سے عبارت ہے" ــــــــــ پس درحقیقت کلمۂ "ھورکلیا" یا "جسم ھورکلیائی" سے شیخ کا منشاء و مقصود وہی جسم اثیری ہے جس کی شرح مرحوم کاشف الغطاء نے کی ہے اور اس کو جسم مادی و ثقیل اور رُوح کے درمیان واسطہ قرار دیا ہے ــــــــــ نتیجتاً مرحوم کاشف الغطاء اس کو جسم اثیری، مرحوم شیخ احمد احسائی جسم ھورکلیائی اور باقی دیگر جسم مثالی کہتے ہیں ــــــــــ حقیقتاً یہ تفاوتِ الفاظ ہے وگرنہ ان سب کا معنی ایک ہی ہے ۔

عباراتنا لشتیٰ وحسنك واحد ۔

اس مقام پر اگر میں ایک واقعہ نقل کرتا چلوں تو بے محل اور غیر مناسب نہ ہوگا ــــــــــ

"کہتے ہیں ایک عرب، ایک فارسی اور ایک ترک اکٹھے رفیقِ سفر تھے ۔ دورانِ سفر ان کا جی چاہا کہ کچھ کھایا جائے ــــــــــ عربی نے کہا میں "عنب" کھانا چاہتا ہوں فارسی نے کہا بہتر ہوگا کہ ہم "انگور" کھائیں ــــــــــ اور ترک نے فریاد کی ہر حال میں "اوزم" خریدا جائے ــــــــــ بات لمبی ہوگئی اور معاملہ نزاعی صورت اختیار کر گیا ۔ ــــــــــ ایک صاحب دل جو کہ ان ہر سہ زبانوں کو جانتا تھا اتفاقاً وہاں سے گزرا ــــــــــ اس نے جب ان کی تکرار سنی تو فوراً معاملہ کی تہہ تک پہنچ گیا کہ ان سب کی پسند مشترکہ ہے مگر ایک دوسرے کی زبان سے نابلد ہونے کی وجہ سے معاملہ طولانی کر رہے ہیں ۔ اس نے کچھ انگور خریدے اور ان تینوں کو دے دیئے ۔ انگور پا کر تینوں ہم سفر راضی اور خوش ہوگئے ۔ بعد میں ان کی فہم میں یہ معاملہ آیا کہ ان تینوں کا مقصود ایک ہی تھا مگر ایک دوسرے کی زبان سے عدمِ واقفیّت اور بے خبری کی وجہ سے انہوں نے اپنے درمیان تنازعہ اور قضیہ پیدا کر لیا ــــــــــ

جناب مولانا رُوم رحمتہ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو ذیل کے اشعار میں قلمبند کیا ہے ــــــــــ

حکایت

چار کس را داد مردے یک درم
آں یکے گفت ایں به انگوری دہم
آں یکے دیگر عرب بد، گفت لا
من عنب خواہم نه انگور اے دغا
آں یکے ترکی بد و گفت ایں بنم
من نمی خواہم عنب خواہم ازم
آں یکے رومی بگفت ایں قیل را
ترک کن خواہیم استافیل را
در تنازعه آں نفر جنگی شدند
که ز سِرِّ نامہا غافل بدند
مشت بر ہم می زدند از ابلہی
پر بدند از جہل و از دانش تہی
صاحبِ سرّی عزیزی صد زباں
گر بدی آنجا بدادی صلحشاں
پس بگفتی او که من زیں یک درم
آرزوی جملشاں را می دہم
چونکه بسپارند دل را بے دغل
ایں درمتاں می کنند چندیں عمل
یک درمتاں می شود چار المراد
چار دشمن می شود یک ز اتحاد
گفت ہر یکتاں دہد جنگ و فراق
گفت من آرد شما را اتفاق!

بعض ایسے بھی ہیں کہ جنہوں نے ابھی علوم و فنون کے میدانوں میں خستہ پائی نہیں کی اور کتب بزرگان اور اصطلاح محقیق سے نابلد و ناواقف ہیں وہ بھی کلمہ" ہورکلیا" سے گریز اور خوف کھاتے ہیں ——— جبکہ یہ امر واقعہ ہے کہ شرح بالا کے مطابق جسم ہورکلیائی بھی وہی جسم برزخی یا جسم مثالی یا جسم اثیری ہے ——— اور یہ تمام علماء دین کا اصطلاحات کا جزو ہے۔ یہاں پر سولہویں اعتراض کا جواب مزید روشن و اُجاگر ہو جاتا ہے۔

اعتراض رکن رابع اصولِ دین سے ہے۔

جواب بارہویں اور تیرہویں اعتراض کے جواب میں ہم وضاحت کر چکے ہیں کہ مرحوم شیخ احمد احسائی اصولِ دین و مذہب کو پانچ اصولوں میں منحصر جانتے ہے توحید، عدل، نبوّت، امامت اور معاد ——— جناب شیخ الاوحد اعلی اللہ مقامہٗ کی عین وہی عبارت "حیات النفس" سے ہم نقل کر چکے ہیں ——— خدا جھوٹے اور دروغ گو کو انصاف کی توفیق بخشے ———

اعتراض شیخ مرحوم کے نزدیک رؤسائے شیخیہ اعلم علماء ہیں۔

جواب جناب شیخ الاوحد نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا ہے یہ صرف حاسدین کی مخالفت اور کینہ ہے وگرنہ علماء امامیہ اور مراجع عظام شیعہ اور جناب شیخ کے معاصرین مثلاً مرحوم بحر العلوم، شیخ جعفر نجفی کبیر، شیخ حسین آل عصفور، میرزا مہدی شہرستانی، آقائی سید علی طباطبائی اور میرزا محمد باقر خوانساری و غیرہم اعلی اللہ مقامہم جیسوں نے جناب شیخ کی بلند مقامی اور زہد و تقویٰ کی تصدیق و تمجید کی ہے۔

اعتراض شیخ مرحوم کے نزدیک رؤسائے شیخیہ وارثِ علوم ہیں۔

جواب فقط وہی نہیں بلکہ تمام علماء حقّہ اثنا عشری وارثِ علوم ہیں" العلماء ورثۃ الانبیاء" یعنی علماء علوم انبیاء کے وارث ہیں۔ لیکن باوجود این ہمہ جناب شیخ احمد احسائی اعلی اللہ مقامہٗ نے اپنی ذات کے لئے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا اور

اپنوں کو وارث علوم نہیں جانتا ہے۔

اعتراض اسماء حسنیٰ کے معنی آلِ محمدؐ ہیں۔

جواب کتاب عیون میں جناب رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اسم صفت، موصوف سے عبارت ہے جس طرح تمام مظاہر وجود میں سے ہر نوع اوصاف و افعالِ حق پر دلالت کرتی ہے اور یہ بجا سمجھا جاتا ہے تو اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ افرادِ خلقت میں سے ہر ایک اِسم ہے کہ زبانِ تکوین کے ساتھ خدائے ذوالجلال کے اوصاف بیان کرتا ہے اور یہی عام عقیدۂ توحید ہے۔ ؎

ہر کس بزبانی سخن از حمد تو گوید
بُلبُل بغزل خوانی و قمری بترانہ

اور جب محمدؐ و آلِ محمدؐ خدا کی اعظم و اکمل اور برگزیدہ و چنیدہ مخلوق ہے تو لامحالہ وہ اسماء حسنیٰ الٰہی ہو گئے۔ تفسیر صافی میں وعلّم آدم الاسماء کلّھا کی تفسیر میں عیاشی سے امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث نقل ہوئی ہے۔ فرمایا:۔

نحن واللّٰہ الاسماء الحسنیٰ التی لا یقبل اللّٰہ من العباد عملا الا بمعرفتنا۔

یعنی خدا کی قسم ہمیں آلِ محمدؐ اسماء حسنیٰ ہیں۔ خدا بندوں سے ایک عمل بھی قبول نہ کرے گا مگر ہماری معرفت کے وسیلہ سے۔

پس وہ ہستیاں اسماء حسنیٰ الٰہی اور خدا کی طرف سے بہترین معرفت دینے والی ہیں ـــــــــــــ

آقائی برقعی نے کتاب "عقل و دین" میں اس موضوع کے ذیل میں جناب شیخ الاوحد کے کلمات کی نقل و شرح میں کسی قسم کی بے انصافی کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ اور جناب شیخ کی طرف ایسی غلط اور ناروا نسبتوں کا انتساب کیا کہ عقل و دین جن کی اجازت نہیں دیتی ـــــــــــ چونکہ بندۂ تقصیر اس رسالہ میں اختصار و اجمال کو ہی کافی سمجھتا ہے۔ لہٰذا میں ان سے تعرض نہیں کرتا۔ لیکن عنقریب معانی اسماء حسنیٰ کی شرح اور توضیح میں ایک رسالہ نکلے گا۔ جس میں برقعی کے اشتباہات و اشکالات خس و خاشاک کی

طرح بہہ نکلیں گے۔

اعتراض کائنات کی علتِ مادی وصوری آلِ محمدؐ ہیں۔

جواب صدہا احادیث و روایات ختمی المرتبتؐ کی ذاتِ گرامی اور آئمہ اطہارؑ سے وارد ہوئی ہیں کہ اوّل ما خلق اللّٰہ وہ ان کا نورِ مقدس ہے، اور خالق ارض و سمانے عرش و کرسی، شمس و قمر اور حقائق موجودات کو ان کے نور کی شعاعوں سے پیدا کیا ہے اور یہ عقیدہ مذہب شیعہ کی بدیہیات و واضحات میں شمار کیا جاتا ہے اور ہمارے علماء و حکماء کی کتب کافی، تہذیب، استبصار اور بصائر الدرجات اس مضمون سے مملو و مشحون ہیں ——————

اعتراض آلِ محمدؐ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

جواب کیا دعاء رجب میں تو یہ نہیں پڑھتا ہے:۔
فلهم ملأت سمائك وارضك حتى ظهران لآ الله الاّ انت...... یعنی خدایا تو نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کے وجود سے اپنی زمین و آسمان کو بھر دیا ہے۔ یہاں تک کہ واضح ہو گیا کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ——————

حضرات معصومینؑ اگرچہ ظاہراً زمان و مکان میں محدود ہیں۔ لیکن حقیقت میں ان کے انوار کی شعاعوں نے زمین و آسمان اور تمام کائنات کو مملوء کر رکھا ہے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ امرِ الٰہی کے ساتھ کون و مکان پر تسلط اور سلطنتِ معنوی کے مالک ہیں۔ اور اس باب میں حضرات معصومینؑ سے بے شمار اخبار و احادیث نقل ہوئی ہیں۔ مگر چونکہ اس رسالہ میں ہماری بنیاد ہی اختصار و اجمال ہے۔ اس لئے "خصال شیخ صدوق علیہ الرحمۃ سے فقط ایک ہی روایت کے نقل کرنے پر اکتفا کی جاتی ہے۔

"خصال" میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا خدا کے لئے بارہ ہزار عالم ہیں اور ان میں سے ہر عالم ساتوں زمینوں اور آسمانوں سے عظیم ہے اور ہر عالم کے مکین اور ساکنین یہ نہیں جانتے کہ خداوند لایزال کے لئے ان کے جہان کے علاوہ کوئی جہانِ دیگر بھی ہے —————— لیکن میں ان تمام عوالم پر حجت ہوں —————— اور اسی قسم کی صدہا

احادیث وارد ہوئی ہیں جو کہ اہلِ جہاں پر آلِ محمدؐ کے تسلّطِ معنویہ کو ثابت کرتی ہیں۔

اعتراض شیخ مرحوم کا عقیدہ ہے کہ آلِ محمدؐ ہر چیز کے عالم ہیں۔

جواب معلوم تو یہی ہوتا ہے کہ آقائی برقعی (نعوذ باللہ) حضرات معصومینؑ کو جاہل گردانتا ہے اور وہ بھی اس صورت میں کہ چہاردہ معصومینؑ کے علم کا منکر قرآن اور ضروریاتِ دین کا منکر ہے۔

تمام شیعانِ حیدرِ کرّار کا یہ اعتقاد ہے کہ خداوندِ لایزال نے جملہ علوم کی محمدؐ و آلِ محمدؐ پر ارزانی فرمائی ہوئی ہے ——— اور عقلی طور پر یہ بات ناممکن ہے کہ خدائے کریم ایک وجودِ مقدس کو اہلِ جہاں کا راہنما قرار دے اور اس کو علم سے بے بہرہ و بے نصیب بھی رکھے

تبارک الّذی نزّل الفرقان علی عبدہٖ لیکون للعالمین نذیراً۔ (سورہ فرقان آیت ۱)

یعنی بزرگ ہے وہ خداوند تعالیٰ کے جس نے قرآن مجید اور فرقانِ حمید کو اپنے بندۂ خاص پر نازل کیا تاکہ وہ اہلِ جہان کا راہنما ہو ——— اور سورۂ نحل کی ۸۹ ویں آیت میں خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

نزّلنا علیک الکتاب تبیاناً لکلّ شیئ۔ یعنی ہم نے آپ پر اس قرآن کو نازل کیا تاکہ یہ ہر چیز کی حقیقت کو آشکار کرے ——— اس بنا پر ایک وجودِ مقدس جو کہ قرآن کا معلّم و استاد ہے وہ یقینی طور پر تمام علوم کا جامع ہوگا۔ زیارۃ جامعہ کبیرہ میں تو یہ پڑھتا ہے:۔

و مهبط الوحی و معدن الرحمۃ و خزان العلم۔

یعنی محمدؐ و آلِ محمدؐ محلِ نزولِ وحی اور گنجینۂ رحمت اور علمِ الٰہی کے خازن ہیں۔

اسی زیارت کے ایک اور مقام پر موجود ہے:۔ و عیبۃ علمہ کہ وہ ہستیاں علمِ الٰہی کے ظرف ہیں۔ اس خصوصیت میں بے شمار روایات ہیں اور کوئی ان کا منکر نہیں ہوسکتا بصائر الدرجات ص۱۰۴ پر صادقِ آلِ محمدؐ سے روایت ہے فرمایا:۔

أنا لخزان اللہ فی سمائہ و ارضہ لا علی ذھب و لا علی فضۃ الا علی علمہ۔

یعنی ہم خدا کی زمین و آسمان میں اس کے خازن ہیں۔ اور اسی کتاب کے اسی صفحہ پر

صادق آلِ محمدؐ سے مروی ہے، فرمایا:۔

"ہم علمِ خدا کے خازن ہیں، وحیِ خدا کے پہنچانے والے ہیں اور ہر چیز پر خدا کی حجّتِ بالغہ ہیں جو زیرِ آسمان اور روئے زمین پر موجود ہو۔"

اسی کتاب کے ص۱۲۷ پر حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ امیرالمومنینؑ سے آنحضرت سرکارِ دو عالمؐ کی مقدارِ علم کی بابت سوال کیا گیا۔ آپ نے جواباً فرمایا کہ رسول اللہ کا علم تمام انبیاءؑ کے علم سے عبارت ہے اور اس علم سے بھی عبارت ہے جو کہ آج تک ہو چکا ہے اور قیامت تک ہوگا ——— اس کے بعد حضرتؑ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذاتِ مقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، آج تک جو علم ہو چکا ہے اور تا روزِ قیامت ہوگا میں بھی ان علوم کا "دانا" و "عالم" ہوں ———

آلِ محمدؐ امرِ خدا کے ساتھ عالم بما کان وما یکون ہیں۔ اس بارے میں بہت زیادہ احادیث و اخبار وارد ہوئی ہیں۔ اور اگر ان سب احادیث کی تدوین کتابی صورت میں کر دی جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔

بنا بریں حضرات معصومینؑ قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی رو سے ہر چیز کے عالم ہیں۔

اعتراض — آلِ محمدؐ ایجادِ خلق کا آلہ ہیں۔

جواب دوسرے اعتراض کے جواب میں ہم اس بات کو مفصل طور پہ بیان کر چکے ہیں کہ خداوندِ لایزال نے مخلوقات تک اپنے فیوضات کے ایصال کیلئے کچھ وسائل اور اسباب قرار دے رکھے ہیں اور محمدؐ و آلِ محمدؐ جہانِ خلق کا سببِ اعظم اور وسیلۂ اکبر ہیں۔

اعتراض — آلِ محمدؐ قدرتِ خدا کا سرچشمہ ہیں۔

جواب فصحاء کے کلام میں حتّٰی کہ معمولی اشخاص کے کلام میں بھی "سرچشمہ" مرکز و محل کے معنی میں مستعمل ہے۔ جس وقت ہم یہ کہتے ہیں کہ حاتم طائی معدن یا سرچشمۂ سخاوت تھا تو ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ جود و سخا اور کرم کا مرکز اور محل تھا۔ اور اس جگہ بھی مقصود یہ ہے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ آثارِ قدرتِ خدا کا مرکز و محل ہیں یعنی خداوندِ کریم نے اپنی قدرت کے آثار

احادیث وارد ہوئی ہیں جو کہ اہلِ جہاں پر آلِ محمدؐ کے تسلطِ معنویہ کو ثابت کرتی ہیں۔

اعتراض شیخ مرحوم کا عقیدہ ہے کہ آلِ محمدؐ ہر چیز کے عالم ہیں۔

جواب معلوم تو یہی ہوتا ہے کہ آقائی برقعی (نعوذ باللہ) حضرات معصومینؑ کو جاہل گردانتا ہے اور وہ بھی اس صورت میں کہ چہاردہ معصومینؑ کے علم کا منکر قرآن اور ضروریاتِ دین کا منکر ہے۔

تمام شیعانِ حیدرِ کرّار کا یہ اعتقاد ہے کہ خداوندِ لایزال نے جملہ علوم کی محمدؐ و آلِ محمدؐ پر ارزانی فرمائی ہوئی ہے ——— اور عقلی طور پر یہ بات ناممکن ہے کہ خدائے کریم ایک وجودِ مقدس کو اہلِ جہان کا راہنما قرار دے اور اس کو علم سے بے بہرہ و بے نصیب بھی رکھے

تبارك الّذی نزّل الفرقان علی عبدہٖ لیکون للعالمین نذیراً۔ (سورہ فرقان آیت ۱)

یعنی بزرگ ہے وہ خداوند تعالیٰ کہ جس نے قرآنِ مجید اور فرقانِ حمید کو اپنے بندۂ خاص پر نازل کیا تاکہ وہ اہلِ جہان کا راہنما ہو ——— اور سورۂ نحل کی ۸۹ ویں آیت میں خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

نزّلنا علیك الکتاب تبیاناً لکلّ شئی۔ یعنی ہم نے آپ پر اس قرآن کو نازل کیا تاکہ یہ ہر چیز کی حقیقت کو آشکار کرے ——— اس بنا پر ایک وجودِ مقدس جو کہ قرآن کا معلّم و استاد ہے وہ یقینی طور پر تمام علوم کا جامع ہوگا۔ زیارۃ جامعہ کبیرہ میں تو یہ پڑھتا ہے:۔

و مهبط الوحی و معدن الرحمة و خزان العلم۔

یعنی محمدؐ و آلِ محمدؐ محلِ نزولِ وحی اور گنجینۂ رحمت اور علمِ الٰہی کے خازن ہیں۔

اسی زیارت کے ایک اور مقام پر موجود ہے:۔ و عیبة علمه کہ وہ ہستیاں علمِ الٰہی کے ظرف ہیں۔ اس خصوصیت میں بے شمار روایات ہیں اور کوئی ان کا منکر نہیں ہو سکتا بصائرالدرجات ص۱۰۲ پر صادق آلِ محمدؐ سے روایت ہے فرمایا:۔

أنا لخزان اللہ فی سمائه و ارضه لا علی ذهب و لا علی فضه الا علی علمه۔

یعنی ہم خدا کی زمین و آسمان میں اس کے خازن ہیں۔ اور اسی کتاب کے اسی صفحہ پر

صادق آلِ محمدؑ سے مروی ہے، فرمایا:۔
"ہم علمِ خدا کے خازن ہیں، وحیِ خدا کے پہنچانے والے ہیں اور ہر چیز پر خدا کی حجتِ بالغہ ہیں جو زیرِ آسمان اور روئے زمین پر موجود ہو۔

اسی کتاب کے ص۱۲۷ پر حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ امیرالمومنینؑ سے آنحضرت سرکارِ دوعالمؐ کی مقدارِ علم کی بابت سوال کیا گیا۔ آپ نے جواباً فرمایا کہ رسولؐ اللہ کا علم تمام انبیاءؑ کے علم سے عبارت ہے اور اس علم سے بھی عبارت ہے جو کہ آج تک ہو چکا ہے اور قیامت تک ہوگا ——— اس کے بعد حضرتؑ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذاتِ مقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، آج تک جو علم ہو چکا ہے اور تا روزِ قیامت ہوگا میں بھی ان علوم کا "دانا" و "عالم" ہوں ———

آلِ محمدؑ امرِ خدا کے ساتھ عالِم بما کان وما یکون ہیں۔ اس بارے میں بہت زیادہ احادیث و اخبار وارد ہوئی ہیں۔ اور اگر ان سب احادیث کی تدوین کتابی صورت میں کر دی جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔

بنابریں حضرات معصومینؑ قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی رُو سے ہر چیز کے عالم ہیں۔

اعتراض — آلِ محمدؐ ایجادِ خلق کا آلہ ہیں۔

جواب دوسرے اعتراض کے جواب میں ہم اس بات کو مفصل طور پہ بیان کر چکے ہیں کہ خداوندِ لایزال نے مخلوقات تک اپنے فیوضات کے ایصال کیلئے کچھ وسائل اور اسباب قرار دے رکھے ہیں اور محمدؐ و آلِ محمدؐ جہانِ خلق کا سببِ اعظم اور وسیلۂ اکبر ہیں۔

اعتراض — آلِ محمدؐ قدرتِ خدا کا سرچشمہ ہیں۔

جواب فصحاء کے کلام میں حتّٰی کہ معمولی اشخاص کے کلام میں بھی "سرچشمہ" مرکز و محل کے معنی میں مستعمل ہے۔ جس وقت ہم یہ کہتے ہیں کہ حاتم طائی معدن یا سرچشمۂ سخاوت تھا تو ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ جود و سخا اور کرم کا مرکز اور محل تھا۔ اور اس جگہ بھی مقصود یہ ہے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ آثارِ قدرت خدا کا مرکز و محل ہیں یعنی خداوندِ کریم نے اپنی قدرت کے آثار

جو کہ معجزات ، خارق العادات اور تمام امور پر مبنی ہیں ۔ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے وسیلہ سے لوگوں کو دکھلائے ہیں ——— زیارۃ جامعہ کبیرہ میں تو یہ پڑھتا ہے :۔

و معادن حکمۃ اللہ یعنی محمدؐ و آلِ محمدؐ مرکز و محل یا اصطلاحاً حکمتِ الٰہی کا معدن اور سرچشمہ ہیں۔

اعتراض پیغمبر صفاتِ خدا کا معدن ہے ۔

جواب اس اعتراض کا جواب اُوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

اعتراض آلِ محمدؐ خدا کی صفات ہیں ۔

جواب اس اعتراض کا جواب چھٹے اعتراض کے جواب کے ذیل میں دیا جا چکا ہے کہ تمام کائنات آیاتِ قرآنیہ کے مطابق صفتِ خدا ، قدرتِ خدا ، حکمتِ خدا اور ارادۂ خدا ہے ۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو مخلوق آخر کس وسیلہ و واسطہ سے خداشناس ہوتی ۔

اعتراض صفاتِ الٰہی صفاتِ محمدؐ ہیں ۔

جواب اس کلام کے نقل کرنے میں سہواً یا عمداً اشتباہ ہوا ہے ۔ بلکہ شیخ کا مقصود و منظور یہ ہے کہ صفاتِ رسولِ خدا صفاتِ حق کا نمونہ و مثال ہیں۔

مشہور حدیث قدسی میں وارد ہے :۔

عبدی اطعنی اجعلك مثلی ، انا اقول للشیئ کن فیکون و انت تقول للشیئ کن فیکون ۔ یعنی اے بندۂ مومن ، میری اطاعت کر تا کہ میں تجھ کو (اپنے) افعال میں اپنی مثال قرار دوں اس طرح کہ جس طرح فرمانِ "کُن" کیساتھ میں اشیاء کو معرضِ وجود میں لاتا ہوں تو بھی لا اور مدلل و مبرہن طور پر ثابت ہے کہ خدا کا سب سے بڑا مطیع و اطاعت گذار بندہ اللہ کا رسولؐ ہے اور اس کے بعد اس کی اولادِ اطہارؑ ، اور اسی جہت سے حضرت حق تعالیٰ سبحانہٗ نے ان کی صفات و افعال کو اپنے اوصاف و افعال کا نمونہ قرار دیا اور قرآنِ حکیم میں چند مقامات پر افعال و اعمالِ رسولؐ کو اپنے افعال و اعمال کے ساتھ نسبت دی ہے۔

سورۂ نجم میں آیت ۲۔ اور ۳ میں ارشادِ ربانی ہے :-

وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحیٌ یوحیٰ - یعنی رسولِ خدا اپنی نفسانی خواہش کے مطابق کلام نہیں کرتے بلکہ ان کی کلام اور گفتگو وحی اور کلام خدا ہے ———

سورۂ انفعال میں ارشادِ ربانی ہے :-

ومارمیت اذ رمیت و لکن اللّٰہ رمیٰ - یعنی اے ہمارے حبیبؐ ! دورانِ جنگ جو خاک آپ نے دشمنوں کی طرف اُچھالی ہے اور جس کے سبب لشکرِ کفار کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا ، وہ خاک آپؐ نے نہیں اُچھالی . بلکہ اس کے اُچھالنے والے تو ہم تھے ———

پس تمام اوصافِ حمیدہ اور افعالِ خارق العادۂ رسولِ خدا حضرت حق تعالےٰ کے افعال و اوصاف کا نمونہ و مثال ہیں۔

اعتراض کائنات کی نظامت و تدبیر امام کی توجہ سے ہے :

جواب اس عبارت کے نقل کرنے میں بھی دستبرد سے کام لیا گیا ہے اور صحیح عقیدہ یہ ہے کہ خداوندِ لایزال نے تمام عوالمِ امکان کو امام کے وجود کی برکت سے برقرار کیا ہوا ہے ——— مشہور حدیث قدسی میں وارد ہے :-

لو لاك لما خلقت الافلاك - یعنی اے ہمارے رسولؐ ! اگر آپ نہ ہوتے تو ہم افلاک کو خلق نہ کرتے ——— اور حدیث کساء میں بھی خداوند تعالیٰ ملائکہ کو ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے زمین و آسمان کو آلِ عباؑ کی خاطر خلق کیا ہے اور اللہ تعالےٰ اپنی عزت و جلالت کی قسم کھاتے ہیں۔

دعائے عدیلہ میں امام زمانہؑ کے بارے میں وارد ہے :-

و بوجودہ ثبتت الارض و السماء و بیمینہ رزق الوریٰ -

یعنی امامِ زمانہ کے وجودِ مقدس سے زمین و آسمان برقرار ہوئے اور اس کے وجود کی برکت سے خداوندِ عالم کائنات کو روزی عطا کرتا ہے - اور زیارۃ جوادیہ میں موجود ہے :-

بکم سکنت السواکن و بکم تحرکت المتحرکات -

یعنی آلِ محمدؐ کے وجود کے ساتھ ساکن چیزیں سکون پذیر ہو جاتی ہیں اور متحرکات

حرکت میں آجاتی ہیں ــــــــــــ اور اس مطلب کے اثبات کے لئے آئمہ طاہرینؑ سے وارد شدہ فرامین و آثار کی موجودگی میں کسی کے لئے انکار اور بحث و تحیص کی گنجائش نہیں رہ جاتی ــــــــــــ

اعتراض شیخ احمد احسائی کے عقیدہ کے مطابق اہلبیتؑ کا علم حضوری ہے۔

جواب محمدؐ و آلِ محمدؐ کا علم لدُنی ہے یعنی خانوادۂ نبوت کو کسب علم کے لئے کسی معلّم اور اُستاد کی قطعاً احتیاج نہیں ہے بلکہ خدائے تعالےٰ نے تمام علوم ان کو سکھلا دیئے ہیں اور اس مطلب کی دلیل چھبیسویں اعتراض کے جواب میں بیان ہو چکی ہے۔

اعتراض شیخ کے نزدیک جہان امام کے تصورِ ذہنی سے عبارت ہے۔

جواب مرحوم شیخ الاوحد کی ایسی کوئی عبارت نہیں ہے بلکہ شیخ کا عقیدہ یہ ہے کہ امامؑ جملہ علوم ، جہان اور اہلِ جہان پر تسلط اور تصرّف رکھتا ہے۔

اعتراض شیخ کا عقیدہ ہے کہ وحی غیب محمدؐ کے ظاہر ہونے کا نام ہے۔

جواب وحی بلا شک اور لا رَیب خداوندِ عالم کی طرف سے ہے اور جناب شیخ کی ایسی کوئی عبارت موجود نہیں ہے۔

اعتراض علم اور وحیٔ جبرئیل اہلبیتؑ کی طرف سے ہے۔

جواب علم اور وحیٔ جبرئیلؑ خدا کی طرف سے ہے۔ البتہ عقیدۂ اہلبیتؑ اور عقیدۂ علماء امامیہ کے مطابق جناب امیرالمومنینؑ معلّم جبرئیلؑ ہیں۔

اعتراض انبیاء لوگوں کو محمدؐ و آلِ محمدؐ کی طرف دعوت دیتے تھے۔

جواب اس عبارت کے نقل کرنے میں تحریف سے کام لیا گیا ہے کاش تمام مطلب واضح طور پر نقل کیا جاتا ـــ دو صفحوں کے مطالبِ علمی کا خلاصہ دو نیم سطروں میں ادا نہیں

ہوسکتا ـــــــــــــــــ

اعتراض اہل بیتؑ دعوت کیلئے جماد و حیوان کی صورت میں بھی آجاتے ہیں ۔

جواب جناب شیخ الاوحد اس اتہام سے یکسر مبرّا و منزّہ ہیں یہ محض افتراء ہے جو ان کی ذات پہ باندھا گیا ہے ۔

اعتراض آلِ محمدؐ صفاتِ حسنہ و سیئہ ہیں ۔

جواب جناب شیخ کا نہ تو ایسا عقیدہ ہے اور نہ ہی ان کی کوئی ایسی عبارت ہے ۔ خدا دروغ گو کو ہدایت کرے ۔

اعتراض آئمہ ہر وجود میں متحد ہیں وحدت وجود کے ساتھ یا حلول کے ساتھ ۔

جواب مرحوم شیخ اس عقیدہ کے حامل نہیں یہ اتہام محض ہے ۔

اعتراض شیعوں کے گناہ اہل بیتؑ سے ہیں اور وہی ان کے متحمّل ہیں ۔

جواب شیعوں کے گناہ اہل بیت سے نہیں اور نہ ہی وہ ان کے متحمل ہوں گے ۔ شرح زیارۃ میں ایسی عبارت کا وجود بھی نہیں ہے بلکہ شیعانِ حیدرِ کرارؑ فاضل طینتِ آئمہ اطہار سے خلق ہوتے ہیں جیسا کہ امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے ۔

شیعتنا منا خلقوا من فاضل طینتنا ۔ یعنی ہمارے شیعہ ہم ہی سے ہیں اور ہماری ہی فاضل طینت سے زیورِ تخلیق سے آراستہ ہوئے ہیں۔

البتہ شیعوں کے اعمالِ صالحہ آئمہ اطہارؑ کی یمن و برکت سے زیادہ اور اعمالِ فاسدہ ان بزرگوں کے ضرر سے تمام ہوجائیں گے ـــــــ جس طرح کہ والدین کی اچھی بری تربیت کا اثر اولاد

میں موجود ہوتا ہے ـــــــــــــــ

اس اعتبار سے ہمارے پاس بیشمار اخبار و احادیث اور آیاتِ قرآنیہ موجود ہیں جن سے یہ ظاہر و باہر ہے کہ حضرات معصومینؑ عرصۂ محشر میں خداوند تعالیٰ کے پاس اپنے شیعوں اور محبوں کی شفاعت کریں گے ـــــــــــــ لیکن امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ کا مخلص اور کامل شیعہ بننا کارِ آسان نہیں بلکہ اس کے لئے سلیمانؓ و بوذرؓ جیسا طرزِ عمل اور حسنِ فکر درکار ہے اور یہ ایک لمبی مسافت ہے۔

نہ ہر کس شد مسلماں ، میشود سلماں صفت زاہد
کہ چوں سلماں دلی از عشق حق بیمار می خواہد

اعتراض اہلِ دوزخ کو کوئی رنج و الم نہیں بلکہ وہاں سے خروج پر وہ رنجیدہ ہوں گے۔

جواب ایسی عبارت کا شرح زیارۃ جامعہ میں وجود تک نہیں ہے۔ آقائے برقعی مطالبِ علمی کے ادراک سے عاجز و لاچار ہے یا سہواً اور یا عمداً اشتباہ میں پڑا ہوا ہے اور مطالبِ علمی کی نسبی کے خلافِ عقیدہ پیش کر رہا ہے۔

اعتراض حق سبحانہٗ کی ذات میں اجتماع اور ارتفاع نقیضین جائز ہے۔

جواب یہ اعتراض بھی دیگر بے بنیاد اعتراضات کی مانند ہے جن کا ماخذ و مخرج معدوم و غیر معلوم ہے۔ کاش کتاب و صفحہ کی نشاندہی کی جاتی تاکہ حقیقتِ حال واضح ہوتی

اعتراض قرآن عقلِ محمدؐ ہے۔

جواب قرآن خداوندِ عالم کی کتابِ صامت ہے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ خدا کی کتابِ ناطق ہیں اور اعتراض میں جو جملہ پیش کیا گیا ہے یہ برقعی کا من گھڑت اور خودساختہ ہے ورنہ اس کی اصل معدوم ہے۔

اعتراض آئمہ پیغمبروں کی بیویاں ہیں۔

جواب مرحوم شیخ احمد احسائیؒ اس قولِ فاسد سے یکسر منزہ و مبرّا ہیں۔ ولا تزر وازرۃٌ وّزر اخریٰ۔

اعتراض عقیدۂ شیخ کے مطابق امیر المؤمنینؑ بیک لحظہ امکنۂ متعددہ میں حاضر ہوسکتے ہیں۔

جواب بتحقیق امیر المؤمنینؑ باذن اللہ امکنہ متعددہ میں حاضر ہوسکتے ہیں اور یہ عقیدہ مسلّمات شیعہ میں سے ہے اور اس کا منکر یقینی طور پر ناقص العقیدہ ہے۔ اور شیعہ کی تمام کتب اس عقیدہ کی تائید میں بے شمار احادیث پیش کرتی ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ اس قدر واضح چیز کی مزید وضاحت کی جائے۔

اعتراض امام زمانہ اس دنیا سے باہر ہیں۔

جواب اب کھلم کھلا افترا پردازی کی گئی ہے۔ بلکہ شیخ مرحوم نے تو اس غلط عقیدہ کی ردّ فرمائی ہے۔ شرح زیارۃ جامعہ کا بنظر غائر و امعان مطالعہ کیجئے اور مطلب کا ادراک کیجئے اور جھوٹوں، کذابوں پر تین حروف بھیجئے! ص ۲۶۲

اعتراض رجعت دنیا میں نہیں برزخ میں ہے۔

جواب یہ بھی دروغ گوئی اور افترا پردازی ہے۔ عقیدۂ شیخ کے مطابق رجعت اسی دنیا میں ہے۔

اعتراض عالم ذرّ میں پیغمبر نے خلق سے پیمان لیا تھا نہ کہ خدا وندتعالےٰ نے۔

جواب اولاً تو یہ بے بنیاد نسبت ہے جو شیخ کی طرف دی گئی ہے اور ثانیاً اگر فرض کرلیا جائے کہ عالم "ذر" میں رسول اللہ نے باذن اللہ خلق

سے پہچان لیا تو اس میں کیا مضائقہ اور جائے اعتراض ہے۔

اعتراض قرآن مجید میں بنی اسرائیل سے مراد آلِ محمدؐ ہیں۔

جواب ہر کہ و مہ پر بخوبی آشکار ہے کہ بنی اسرائیل آلِ محمدؐ نہیں ہیں۔ لیکن بعض احادیث و اخبار میں آلِ محمدؐ کے حالات اور بعض مقامات کی بنی اسرائیل کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ ولھم المثل الاعلیٰ۔ تفسیر مجمع البیان جو کہ فریقین کے استناد کا مورد و مآخذ ہے۔ سورہ بنی اسرائیل کی ساٹھویں آیت کی تفسیر میں حضرت علی بن الحسینؑ سے منقول ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت سے عرض کی :-

کیف اصبحت یا ابن رسول اللہ۔ قال اصبحنا واللہ بمنزلۃ بنی اسرائیل من آلِ فرعون یذبحون ابناءھم و یستحیون نساءھم و اصبح خیر البریّۃ بعد رسول اللہ یلعن علی المنابر و اصبح من یحبنا منقوصاً حقہ بحبّہ ایانا ————

یعنی اے فرزندِ رسول اللہ! آپ نے کیسی صبح کی ———— ؟ فرمایا : قسم بخدا ہمارا احوال آلِ فرعون سے بنی اسرائیل جیسا ہے کہ بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کر دیتے تھے، اور ان کی مستورات کو کنیزوں کا لبادہ اوڑھا دیا جاتا تھا (یعنی ہمارے بیٹوں کو بھی یوم عاشور شہید کر دیا گیا اور ہماری مخدراتِ عصمت کو کنیزوں کی مانند پھرایا گیا) ———— اور رسول اللہؐ کے بعد سب سے بہترین اور با فضیلت شخص (امیر المومنین علیؑ) کو برسر منبر سبّ و ستم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اور ہمارے احباب کا حق محض ہماری محبّت اور مؤدّت کی وجہ سے غصب کیا جا رہا ہے ———— تفسیر عیاشی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے کہ حضرت سے یا بنی اسرائیل کی تفسیر کے متعلق سوال کیا گیا۔ فرمایا مراد تو فقط ہم ہی ہیں مگر یہ تشبیہات ہیں جو کہ حضراتِ محمدؐ و آلِ محمدؐ نے اپنے اور انبیاء بنی اسرائیل کے درمیان قرار دی ہوئی ہیں ———— آقائی برقعی کی فہم میں یہ بات لانا چاہیئے کہ جس وقت ہم کہتے ہیں زید کالاسد (یعنی زید شیر کی مانند ہے) تو ہماری مراد یہ نہیں ہوتی کہ زید خود شیر ہی ہے بلکہ یہ تشبیہ ہے اور تشبیہ فصیح اور غیر فصیح لوگوں کی زبان میں عام مستعمل ہے۔

اعتراض انبیاء اپنی اپنی اشکال میں علیؑ ہی تھے۔

جواب جناب شیخ الاوحد شیخ احمد احسائی اعلی اللہ مقامہٗ اس غلط عقیدہ کے متحمّل و مالک نہیں ہیں۔ یہ فقط شیخ مرحوم کو متہم کرنے کی سازش ہے۔

اعتراض انبیاء جناب ختمی المرتبتؐ کے وجود سے مدد چاہتے تھے۔

جواب یہ عقیدہ مضامینِ احادیث سے ہمارے عقائد میں داخل ہوا ہے ـــ اور جناب شیخ الاوحد کے ساتھ تو اس کا اختصاص غیر مناسب ہے ـــــــ

جناب امیر المومنینؑ حدیثِ نور میں فرماتے ہیں کہ "میں عالم معنی میں انبیاء کی امداد کیا کرتا تھا" ـــــــ آلِ محمدؐ مخلوقات موجودات میں چونکہ سببِ اعظم اور وسیلۂ اکبر ہیں۔ لہٰذا اس اعتقاد کی موجودگی میں اس مطلب کا تصور اور اس کا قبول کرنا آسان ترین ہے۔

اعتراض پیغمبر نے فقط پوست اور ظاہر ہی کو بیان کیا ہے۔ مگر شیخ احمد احسائی نے دین کے باطن کو بیان کیا ہے۔

جواب یہ عقیدہ بھی برقعی کے خود ساختہ اور من گھڑت مفروضات میں سے ہے اور مرحوم شیخ احمد احسائی کو اس کی مطلق خبر نہیں ہے۔

اعتراض عقیدۂ شیخ کے مطابق اہل بیت عصمت فقط ظاہری طور پر مقتول و مسموم ہوئے تھے۔

جواب اہل بیتؑ اطہار ترویج دین کی راہ اور سید المرسلین کی شریعت غرّہ کی تشہیر و آبیاری میں سب کے سب مقتول و مسموم ہوئے ہیں" ما منّا الّا مقتول او مسموم" لیکن ربّ ذوالجلال والاکرام اپنی کتاب مبین میں ارشاد فرماتا ہے" ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء و لکن لا تشعرون (سورۂ بقرہ ۱۵۵)۔ یعنی شہید راہِ خدا کو مُردہ گمان نہ کرو، بلکہ وہ

ابدی حیات پا چکا ہے لیکن تم اس حقیقت کا سراغ نہیں لگا سکتے۔
امام علیہ السلام فرماتے ہیں" ان میتنا لم یمت وان غائبنا لا یغب ـــــ"

اعتراض محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو ظہور ہیں ایک اسم محمد کے ساتھ اور دوسرا اسم احمد کے ساتھ جو کہ شیخ احمد احسائی کا نام ہے ـــــــــــ

جواب آقای برقعی نے استنباط میں اشتباہ کیا ہے اور غلط راستوں پر چل نکلا ہے۔ خدا اسے فہم و ادراک کی خوشبو عطا فرمائے۔

اعتراض مخلوقات قوس صعودی و نزولی میں ہیں۔

جواب ہر فرد موجودات یا حالتِ ارتقاء میں ہے یا حالتِ تنزل میں اور یہ ایک ظاہر و باہر اور بدیہی سی بات ہے۔ عقل سلیم اس کی تصدیق کرتی ہے۔ اس کا اختصاص عقیدۂ شیخ کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ بات بھی مخفی و مستور نہ رہ جائے کہ ہر موجود اپنی سیر صعودی یا نزولی میں اپنی ماہیت اور ذات کو ہاتھوں سے نہیں جانے دیتا۔

اعتراض جناب شیخ احمد احسائی اعلی اللہ مقامہ نے اپنے مطالب و ... سے پایا ہے۔

جواب جناب شیخ مرحوم نے کسی بھی مقام پر وحی کا دعویٰ نہیں فرمایا۔ آقائی برقعی اس بات پر تلا ہوا ہے کہ بزرگوں کے اقوال کو ان کے مفہوم کے برعکس پیش کرے گا اور میں نہیں جانتا کہ آخر برقعی اس گناہ کبیرہ سے کیا حظ اٹھاتا ہے؟

اعتراض شیخ احمد علم غیب اور علم بے سر قدر رکھتے ہیں۔

جواب شیخ مرحوم نے ایسا کوئی دعوی نہیں کیا یہ خالصتاً افتراء ہے۔

اعتراض تمام جمادات و نباتات مکلف ہیں۔

جواب ارے تمام جمادات و نباتات پر ہی کیا موقوف بلکہ تمام موجودات تسبیح و حمد اور عبادات و مناجات کے ساتھ مکلف ہیں۔

ع

ہر یک بزبانی صفت حمد تو گوید

قرآن مجید کی سورۃ الاسراء۔ آیت ۴۴ میں ارشادِ ربانی ہے:۔

تسبح له السمٰوٰت والارض ومن فیھن وان من شیئٍ الا یسبح بحمدہٖ ولٰکن لا تفقھون تسبیحھم ....

یعنی ساتوں آسمان زمین اور ان میں موجود ہر شئے اپنے رب کی تعریف اور پاکیزگی بیان کرنے میں مشغول ہے۔ اور کوئی ایسا موجود نہیں جو حضرتِ حق تعالیٰ جلت عظمتہ کی تسبیح و تجید و ذکر و توصیف میں مشغول نہ ہو۔ لیکن تم لوگ ان کی تسبیح اور ذکر اذکار سے نافہم ہو....

جو جہلاء اس قدر واضح مطالب کے سمجھنے سے قاصر ہیں ربّ الارباب انہیں فہم عطا فرمائے۔

اعتراض عبادات و اطاعات اور ذکر اذکار سب آلِ محمدؐ ہے۔

جواب اس عبارت کے نقل کرنے میں تحریف سے کام لیا گیا ہے اور خیانت کا پورا پورا ثبوت فراہم کیا گیا ہے —— محمدؐ و آلِ محمدؐ کی دوستی اور تولا عبادات سے بھی افضل ہے۔

اعتراض عقیدۂ شیخ کے مطابق ایاك نعبد میں مخاطب اہلبیتؑ ہیں۔

جواب عقیدۂ شیخ کے مطابق آلِ محمدؐ بھی ایاك نعبد میں خداوندِ اکبر ہی کو خطاب کیا کرتے تھے۔ میں یہ بات سمجھنے سے قاصر ہوں کہ برقعی صاحب میزانِ عدلِ الٰہی کے رُوبرُو کیا جواب دیں گے اور اس افتراء پردازی کا جواب ان سے کیسے بن پڑے گا؟

اعتراض حادثات آلِ محمدؐ سے منسوب ہیں۔

جواب تمام مکنونات میں ارادۂ ایزدی ملحوظ ہے اور اس ذاتِ قدیر کے ارادہ کے بغیر

آلِ محمدؐ اور کسی دوسرے موجود کو قطعاً کوئی اختیار نہیں ہے۔ لیکن محمدؐ و آلِ محمدؐ کی مقدس عقول قلمِ اعلیٰ اور لوحِ محفوظ ہیں۔ اور حادثات کو خدائے اکبر نے انہیں کی خاطر خلق کیا ہے۔

اعتراض معجزۂ انبیاء ان کی طرف سے نہیں بلکہ آلِ محمدؐ کی طرف سے ہے۔

جواب معجزہ انبیاء امرِ خدا کے ساتھ ان کی طرف سے ہے۔ لیکن اس سے قبل بھی ہم اشارہ کر چکے ہیں کہ روایاتِ صحیحہ کے مطابق تمام انبیاء امرِ الٰہی سے حقیقتِ محمدیہ سے امداد طلب فرمایا کرتے تھے۔

اعتراض بہشت خود سے یا دوستی اہل بیتؑ سے عبارت ہے۔

جواب جناب شیخ الاوحدؒ نے فرمایا ہے کہ اہل بیتؑ عصمت کی حب اور تولّا ہی جنّت میں داخل ہونے کا وسیلہ ہے۔ اور آلِ محمدؐ کی تمام احادیث اس عقیدہ کی موید ہیں۔

اعتراض ملائکہ امرِ آلِ محمدؐ سے حرکت و سکون میں آتے ہیں۔

جواب امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے:۔
"الملائکۃ خدّامنا و خدّام شیعتنا" یعنی ملائکہ ہمارے اور ہمارے شیعوں کے خادم ہیں ——— جس روز سے ملائکہ نے امرِ الٰہی سے جناب آدمؑ کو سجدہ کیا اور ان کے لئے اظہارِ خدمت کیا اسی دن سے وہ جناب آدمؑ کے تابع فرمان ثابت ہوئے۔ حضرات معصومینؑ بھی اپنے مخصوص گذشتہ مقاماتِ معنوی کے ساتھ جناب آدم اور تمام انبیاءؑ کے وارث ہیں ——— زیارتِ وارث میں تو یہ پڑھتا ہے:۔

"السّلام علیك یا وارث آدم صفوۃ اللّٰہ"

اس بناء پر کیا اعتراض اور کیا منافیت باقی رہ جاتی ہے کہ ملائکہ امرِ الٰہی کے ساتھ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہٗ دیگر آئمہ اطہار کے تابع فرمان ہیں ——— جو لوگ مقامِ محمدؐ و آلِ محمدؐ سے

حسد کرتے ہیں اللہ انہیں ہدایت فرمائے ـــــــــ

اعتراض امورِ حق اہلِ بیتؑ میں منحصر ہیں مشیئتِ حق تعالیٰ مشیئتِ اہلبیتؑ ہے مشیئتِ ایزدی واقع نہیں ہوتی مگر مشیئتِ اہلبیتؑ ہو جاتی ہے۔

جواب جناب شیخ الاوحد کا مقصود فقط یہ ہے کہ مشیئتِ اہلبیتؑ مشیئتِ ایزدی کے تابع ہے۔ انشاء اللہ آئندہ ہم اس کی زیادہ تفصیل پیش کریں گے۔

اعتراض ابدان اہلبیتؑ ان کے اپنے نہ تھے بلکہ وہ تجلّی حق تعالیٰ تھے۔

جواب ابدانِ اہلِ بیتؑ خود ان سے تھے اور ربِ جلیل کے تخلیق کردہ تھے ـــــ لیکن تمام مظاہرِ موجودات اور ان کے آقا و سردار محمدؐ و آلِ محمدؐ کا وجود ارادۂ خدا کی تجلّی ہے ـــــــ "فاینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ" ـــــــ
خدائے تعالیٰ ان بے بصارت دیدوں کو بینائی عطا فرمائے جو آفاق و انفس میں خداوندِ عالم کی آیاتِ ظاہرہ اور تجلّیاتِ باہرہ کا مشاہدہ نہیں کرتے۔

اعتراض آنحضرت کا چاند کو دو ٹکڑے کرنا فقط شعبدہ بازی تھا۔

جواب برقعی صاحب کے اعتراضات حقیقتاً شعبدہ بازی ہیں اور آنحضرتؐ کا چاند کو دو ٹکڑے کرنا آنحضرتؐ کا عظیم معجزہ ہے اور ضروریاتِ دین میں سے ہے ـــــــ
یہ تھے جناب شیخ الاوحد شیخ احمد احسائی پر برقعی کے اعتراضات اور بطورِ اجمال قارئین کے سامنے ان کے مسکت جوابات۔

آخر میں میں فقط اتنی گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ برقعی صاحب جناب شیخ الاوحد اعلی اللہ مقامہ پر اعتراضات و ایرادات کی تنظیم کرتے وقت حسد و بغض اور کینہ توزی کے جذبات و احساسات سے دوچار ہوئے ہیں۔ وگرنہ یہ امر محال اور ناقابلِ یقین ہے کہ ایک انسان اپنے طبعی احساسات کے ساتھ حقیقت سے دور اور مطالب سے عاری ہو جائے۔

حقیقتاً آقای برقعی اور اس کی تحاریر انصاف و عدالت کی اقدار سے دور ہیں اور ایک سچا مسلمان ان کے مطالعے سے بیزار و رنجیدہ ہے۔

دریغا! ابھی تک ملک کے اکناف و اطراف میں ایسے عناصر موجود ہیں جو مسلمانوں کے درمیان فتنہ ساز اختلافات کو پیدا کر رہے ہیں۔ اور یہم لوگوں کی پسماندگی کی اصل وجہ بھی یہی فتنہ و فساد اور آشوب ہے جو کہ ہر حال میں خانماں سوزی کا موجب ہے۔

بندۂ تقصیر کی آرزو یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق اور خیر سگالی کی فضا پیدا ہو اور اولیاء کرام اور حضرات مراجع تقلید اور روحانی فرمانرواؤں کی طرف سے سوءِ ظن اُٹھ جائے، شبہات اُٹھ جائیں اور اشکالات معدوم ہو جائیں ——— اور فتنہ انگیز لٹریچر کو مسدود اور پابندِ قیود کیا جائے اور ان کی جگہ ایسی کتب منقۂ شہود پہ آئیں، جو کہ اخلاقیات سے مملو ہوں اور جو مسلمانوں کو ایک مرکز کی طرف مرتکز کریں۔

ممکن ہے اسی طرح سے "مافات" کی تلافی ہو سکے ——— اور اُمّتِ مرحومہ و مظلومہ تشتت و افتراق کے ان بھیانک خوابوں سے نجات حاصل کرے ———

والصّلوٰۃ علیٰ سیّدنا محمّدٍ وّ آلہ الطاہرین ولعنۃ اللہ علیٰ اعدائھم اجمعین والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

ولایتِ معصومینؑ (زیر طبع)

— ترجمہ —

ولایت از دیدگاہ قرآن

تالیف:-
حجۃ الاسلام والمسلمین جناب آقای
الحاج میرزا عبد الرسول احقاقی مدظلہ العالی

مترجم: مولانا ضیاء حسین ضیاء خلف الرشید حضرت مبلغ اعظم قدس سرہ

تکوین و تشریع میں چہاردہ معصومینؑ کی ولایتِ کلیہ و مطلقہ کے اثبات میں ایک عظیم علمی، تحقیقی اور استدلالی کتاب جس میں فاضل مؤلف نے قرآن و حدیث اور ادلۂ عقلیہ و نقلیہ سے ولایتِ معصومینؑ کو ثابت کیا ہے !!!

اپنی نوعیت کی منفرد اور صاحبِ طرز کتاب
جو آفاقی حیثیت کی
حامل ہے ——!

عنقریب طباعت کے مراحل سے گذر کر منصۂ شہود پر آ رہی ہے!

تالیف: فاتح المقصرین سلطان المناظرین حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل مرحوم
مترجم: مولانا ضیاء حسین ضیاء خلف الرشید حضرت مبلغ اعظم مرحوم
مذہبِ حقہ شیعہ خیر البریہ میں وہابیت کی روک تھام اور فتنہ تقصیر کے انسداد میں مبلغِ اعظم قدس سرہ کی آخری تصنیف جو اپنی افادیت و جامعیت میں بے مثال ہے جسے مبلغ اعظم مرحوم نے فارسی زبان میں تحریر کیا۔
نہایت اہتمام سے طبع ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہے!

قیمت ۱۰/- دس روپے

ہدیۃ المستبصرین فی ردّ شبہات المقصرین

ناشر: مکتبہ "افکارِ مبلغ اعظم" درسِ آلِ محمدؐ، سرگودھا روڈ، فیصل آباد فون ۲۶۵۴۱